ALLAMA IQBAL OPEN UNIVERSITY

USMAN NOTES
www.usmannotes.com

Name:

Registration No.:

Course Code: 0109

Program: Certificate Course

Semester: Autumn 2026

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

کلیۃ اللغۃ العربیۃ والدراسات الاسلامیۃ (شعبہ عربی)

کورس: لغۃ القرآن (0109)

سطح: بتدائی کورس

سمسٹر: خزاں 2026ء

امتحانی مشق نمبر 1

یونٹ: 1-4

کل نمبر: 100 — کامیابی کے نمبر: 40

USMAN NOTES www.usmannotes.com

Reference &For Study — SOLVED ASSIGNMENT GUIDE

نوٹ: یہ حل شدہ رہنما صرف مطالعہ اور حوالے کے لیے ہے۔ طلبہ سے گزارش ہے کہ مشق اپنے الفاظ میں، کتاب پڑھ کر اور قواعد سمجھ کر خود لکھیں؛ بعینہ نقل کرنا تعلیمی دیانت کے خلاف ہے اور یونیورسٹی کی نقل (Plagiarism) پالیسی کے تحت کارروائی کا سبب بن سکتا ہے۔ قرآنی آیات کے عربی متن کو ہمیشہ مصحف سے ملا کر لکھیں۔

سوال نمبر 1

سوال نمبر 1: اسم نکرہ کو معرفہ میں تبدیل کرنے کے قواعد بیان کریں۔ (10)

تعارف

عربی زبان میں اسم کی دو بڑی قسمیں ہیں: نکرہ اور معرفہ۔ نکرہ وہ اسم ہے جو کسی معین اور متعین چیز، شخص یا ذات پر دلالت نہ کرے بلکہ عام اور غیر متعین مفہوم دے، جیسے رَجُلٌ (کوئی آدمی)، کِتَابٌ (کوئی کتاب)، مَدِیْنَۃٌ (کوئی شہر)۔ اس کے برعکس معرفہ وہ اسم ہے جو کسی معین اور معلوم چیز پر دلالت کرے، جیسے الرَّجُلُ (وہ خاص آدمی)، الْکِتَابُ (وہ خاص کتاب)۔ قرآن کریم کی زبان سمجھنے کے لیے یہ فرق بنیادی حیثیت رکھتا ہے، کیونکہ آیت کا مفہوم اسی پر منحصر ہوتا ہے کہ لفظ عام ہے یا خاص۔ مثال کے طور پر سورۃ البقرہ میں جہاں نکرہ استعمال ہوا ہے وہاں عموم مراد ہے اور جہاں معرفہ آیا ہے وہاں ایک متعین مفہوم مراد ہے۔ اس سوال میں ہمیں وہ قواعد بیان کرنے ہیں جن کے ذریعے اسم نکرہ کو معرفہ میں تبدیل کیا جاتا ہے، تاکہ طالب علم قرآن پڑھتے ہوئے ہر اسم کی حیثیت پہچان سکے اور ترجمہ درست کر سکے۔

قاعدہ نمبر 1: الف لام (ال) کا اضافہ

نکرہ کو معرفہ بنانے کا سب سے عام اور پہلا طریقہ یہ ہے کہ اسم کے شروع میں الف لام یعنی "ال" لگا دیا جائے۔ جب کسی نکرہ کے آغاز میں "ال" آ جائے تو وہ اسم معرفہ باللام کہلاتا ہے۔ مثلاً کِتَابٌ سے الْکِتَابُ، قَلَمٌ سے الْقَلَمُ، بَیْتٌ سے الْبَیْتُ، رَجُلٌ سے الرَّجُلُ بنتا ہے۔ الف لام لگنے کے بعد اسم کی تنوین ختم ہو جاتی ہے، کیونکہ تنوین نکرہ کی علامت ہے اور معرفہ پر تنوین نہیں آتی؛ البتہ آخری حرف پر ایک حرکت باقی رہتی ہے، جیسے کِتَابٌ کا الْکِتَابُ ہو گیا۔ یاد رہے کہ الف لام دو قسم کا ہوتا ہے: عہدیہ، جب کسی معلوم اور پہلے ذکر شدہ چیز کی طرف اشارہ ہو، اور جنسیہ، جب پوری جنس مراد ہو۔ قرآن کریم میں الْحَمْدُ لِلّٰہِ میں "الحمد" معرفہ باللام ہے اور اس سے تمام حمد کا استغراق مراد لیا جاتا ہے۔ اسی طرح الشَّمْسُ، الْقَمَرُ، الْاَرْضُ، السَّمَاءُ وغیرہ سب اسی قاعدے سے معرفہ ہیں۔ طالب علم کے لیے عملی پہلو یہ ہے کہ جب بھی کسی اسم کے آغاز میں "ال" دیکھے تو اسے معرفہ سمجھے اور ترجمے میں "وہ" یا متعین مفہوم کا لحاظ رکھے۔

قاعدہ نمبر 2: اضافت کے ذریعے تعریف

دوسرا بڑا قاعدہ اضافت ہے۔ جب نکرہ اسم کسی معرفہ اسم کی طرف مضاف ہو جائے تو وہ خود بھی معرفہ ہو جاتا ہے، کیونکہ اضافت اسے ایک متعین نسبت عطا کر دیتی ہے۔ مثلاً کِتَابٌ نکرہ ہے، لیکن کِتَابُ اللّٰہِ (اللہ کی کتاب) میں "کتاب" لفظ اللہ کی طرف مضاف ہونے کی وجہ سے معرفہ ہو گیا۔ اسی طرح بَیْتُ زَیْدٍ، قَلَمُ الطَّالِبِ، بَابُ الْمَسْجِدِ اور رَبِّ الْعَالَمِیْنَ میں پہلا اسم مضاف اور دوسرا مضاف الیہ ہے۔ اضافت کی صورت میں مضاف پر نہ تنوین آتی ہے اور نہ الف لام؛ اگر مضاف جمع مذکر سالم یا مثنی ہو تو اس کا نون بھی گر

جاتا ہے، جیسے مُسْلِمُونَ سے مُسْلِمُو الْقَرْیَۃِ۔ قرآن کریم مرکب اضافی سے بھرا ہوا ہے: مَالِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ، رَبِّ الْعَالَمِیْنَ، صِرَاطَ الَّذِیْنَ وغیرہ اسی قاعدے کی روشن مثالیں ہیں۔ یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیے کہ اگر مضاف الیہ بھی نکرہ ہو تو مضاف مکمل معرفہ نہیں ہوتا بلکہ اس میں تخصیص پیدا ہوتی ہے، جیسے کِتَابُ رَجُلٍ (کسی آدمی کی کتاب)؛ کامل تعریف کے لیے مضاف الیہ کا معرفہ ہونا ضروری ہے۔

قاعدہ نمبر 3: ضمیر کی طرف اضافت

تیسرا طریقہ یہ ہے کہ نکرہ اسم کو کسی ضمیر متصل کی طرف مضاف کر دیا جائے۔ ضمیر خود معرفہ ہوتی ہے، لہٰذا اس کی طرف مضاف ہونے والا اسم بھی معرفہ ہو جاتا ہے۔ مثلاً کِتَابٌ سے کِتَابِیْ (میری کتاب)، کِتَابَکَ (تیری کتاب)، کِتَابُہٗ (اس کی کتاب)، قَلَمُنَا (ہمارا قلم)، بَیْتُہُمْ (ان کا گھر) بنتے ہیں۔ قرآن کریم میں اس کی بے شمار مثالیں ہیں: رَبِّیْ، رَبُّکُمْ، وَلِیُّکُمُ، اَیْدِیَھُمْ وغیرہ۔ اس قاعدے کی پہچان یہ ہے کہ ضمیر متصل اسم کے آخر میں جڑی ہوتی ہے اور اس سے پہلے اسم پر تنوین باقی نہیں رہتی۔ طالب علم جب قرآن میں کسی اسم کے آخر میں ی، ک، ہ، نا، ھم، ھن وغیرہ دیکھے تو سمجھ جائے کہ یہ اسم معرفہ ہے اور اس کا ترجمہ ملکیت کے مفہوم کے ساتھ کیا جائے گا۔

قاعدہ نمبر 4: اسم اشارہ، اسم موصول اور علم کے ذریعے تعریف

چوتھا مجموعہ ان ذرائع کا ہے جن سے نکرہ کی تعیین ہوتی ہے۔ اسم اشارہ کے ساتھ آنے والا اسم معرفہ ہوتا ہے، جیسے ھٰذَا الْکِتَابُ (یہ کتاب)، ذٰلِکَ الرَّجُلُ (وہ آدمی)، تِلْکَ الْمَدِیْنَۃُ (وہ شہر)۔ اسم موصول کے صلہ میں آنے والا معرفہ بھی اسی قبیل سے ہے۔ اس کے علاوہ اسم علم بذات خود معرفہ ہوتا ہے، جیسے مُحَمَّدٌ، مَکَّۃُ، زَیْدٌ؛ علم میں تعریف ذاتی ہوتی ہے اور اسے نکرہ سے تبدیل کرنے کے لیے "ال" یا اضافت کی ضرورت نہیں پڑتی۔ نکرہ مقصودہ بھی ایک صورت ہے: جب کسی نکرہ کو پکارا جائے اور وہی متعین مراد ہو، جیسے یَا رَجُلُ (اے آدمی!) میں خطاب کی وجہ سے تعیین پیدا ہو جاتی ہے۔ ان تمام صورتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ تعریف کا مدار تعیین پر ہے؛ جس ذریعے سے بھی اسم متعین ہو جائے وہ معرفہ کہلائے گا۔

نکرہ	طریقۂ تعریف	معرفہ	اردو معنی

كِتَابٌ	ال کا اضافہ	اَلْكِتَابُ	وہ کتاب
قَلَمٌ	ال کا اضافہ	اَلْقَلَمُ	وہ قلم
كِتَابٌ	اضافت الی معرفہ	كِتَابُ اللّٰهِ	اللہ کی کتاب
بَيْتٌ	اضافت الی ضمیر	بَيْتِيْ	میرا گھر
رَجُلٌ	اسم اشارہ کے ساتھ	هٰذَا الرَّجُلُ	یہ آدمی
مَدِيْنَةٌ	علم ہونا (ذاتی تعریف)	مَكَّةُ	مکہ (معین شہر)

مندرجہ بالا جدول میں نکرہ سے معرفہ بننے کی نمایاں صورتیں مثالوں کے ساتھ دکھائی گئی ہیں۔ طالب علم کو چاہیے کہ ان مثال کو زبانی یاد کرنے کے بجائے قاعدہ سمجھ کر خود نئی مثالیں بنائے۔

عملی مشق اور عام غلطیاں

اس قاعدے پر عبور کے لیے تین عملی نکات یاد رکھیں۔ پہلا یہ کہ "ال" لگنے سے تنوین لازماً ختم ہوتی ہے؛ اگر کسی لفظ پر "ال" بھی ہو اور تنوین بھی تو وہ صورت درست نہیں۔ دوسرا یہ کہ اضافت میں مضاف پر "ال" نہیں آ سکتا؛ كِتَابُ اللّٰهِ درست ہے، اَلْكِتَابُ اللّٰهِ غلط ترکیب ہے۔ تیسرا یہ کہ سورج اور چاند جیسے الفاظ میں "ال" کا لام اگلے حرف میں مدغم ہو جاتا ہے اور انہیں حروف شمسیہ کہا جاتا ہے، جبکہ باقی حروف پر لام ظاہر پڑھا جاتا ہے اور انہیں حروف قمریہ کہتے ہیں؛ یہ تفصیل آگے سوال نمبر 3 میں آئے گی۔ قرآن کریم پڑھتے ہوئے ہر صفحے پر دس بارہ اسموں کی حیثیت خود متعین کرنے کی مشق کریں: کون سا نکرہ ہے، کون سا معرفہ باللام ہے اور کون سا مضاف ہونے کی وجہ سے معرفہ ہے۔ چند ہفتوں کی اس مشق سے ترجمہ خود بخود درست اور رواں ہونے لگے گا۔

خلاصہ

خلاصہ یہ ہے کہ اسم نکرہ کو معرفہ بنانے کے بنیادی قواعد چار ہیں: الف لام کا اضافہ، معرفہ کی طرف اضافت، ضمیر متصل کی طرف اضافت، اور اسم اشارہ وغیرہ کے ذریعے تعیین، جبکہ اسم علم بذات خود معرفہ ہوتا ہے۔ ان قواعد کی پہچان قرآن فہمی کی پہلی سیڑھی ہے، کیونکہ آیت کے مفہوم کا دار و مدار اسی پر ہے کہ کلمہ عام ہے یا خاص، غیر متعین ہے یا متعین۔ جو طالب علم یہ فرق اچھی طرح سمجھ لے، وہ آئندہ یونٹوں میں آنے والے مرکبات، ضمائر اور جملوں کو بھی آسانی سے سمجھ سکے گا۔

سوال نمبر 2

سوال نمبر 2: درج ذیل معرفوں کو نکرہ اور نکرہ کو معرفہ میں تبدیل کیجیے۔ 1۔ شمس۔ 2۔ رحمۃ۔ 3۔ العلم۔ 4۔ الثور۔ 5۔ معرفۃ۔ 6۔ ورقۃ۔ 7۔ الدین۔ 8۔ رسول۔ 9۔ الفجر۔ 10۔ اللعب (10)

تعارف اور طریقۂ کار

اس سوال میں دس الفاظ دیے گئے ہیں؛ ان میں سے کچھ معرفہ ہیں اور کچھ نکرہ۔ ہمیں معرفہ الفاظ کو نکرہ اور نکرہ الفاظ کو معرفہ میں تبدیل کرنا ہے۔ طریقہ یہ ہے کہ پہلے ہر لفظ کی موجودہ حیثیت پہچانی جائے۔ جس لفظ کے شروع میں "ال" ہو وہ معرفہ باللام ہے؛ اسے نکرہ بنانے کے لیے "ال" ہٹا کر آخر میں تنوین لگا دی جاتی ہے۔ جس لفظ پر تنوین ہو اور "ال" نہ ہو وہ نکرہ ہے؛ اسے معرفہ بنانے کے لیے تنوین ہٹا کر شروع میں "ال" لگا دیا جاتا ہے۔ یہ الٹ پلٹ بظاہر سادہ ہے مگر اسی پر آگے کے تمام قواعد کی بنیاد ہے، کیونکہ قرآن کریم میں ایک ہی مادے کے الفاظ کبھی نکرہ آتے ہیں اور کبھی معرفہ، اور مفہوم اسی تبدیلی سے بدل جاتا ہے۔ مثال کے طور پر "رحمۃ" عام رحمت کے مفہوم میں بھی آ سکتا ہے اور "الرحمۃ" ایک متعین رحمت کے لیے بھی۔ ذیل میں ہر لفظ کا الگ تجزیہ، تبدیلی اور معنی پیش کیا جاتا ہے تاکہ طالب علم صرف جواب نہ لکھے بلکہ قاعدہ بھی سیکھ جائے۔

نمبر	لفظ (جیسا چھپا ہے)	حیثیت	تبدیل شدہ صورت	معنی
1	شَمْس	نکرہ	الشَّمْسُ	سورج

2	الرَّحْمَة	معرفہ	رَحْمَۃٌ	رحمت، مہربانی
3	اَلعِلم	معرفہ	عِلْمٌ	علم، جانکاری
4	الثَّور	معرفہ	ثَوْرٌ	بیل
5	مَعْرِفَة	نکرہ	اَلْمَعْرِفَۃ	پہچان، معرفت
6	وَرَقَة	نکرہ	اَلْوَرَقَۃ	ورق، پتا/ کاغذ کا ورق
7	الدِّين	معرفہ	دِينٌ	دین، مذہب
8	رَسُول	نکرہ	اَلرَّسُولُ	رسول، پیغامبر
9	اَلفَجْر	معرفہ	فَجْرٌ	فجر، صبح صادق
10	اللَّعِب	معرفہ	لَعِبٌ	کھیل

جدول سے واضح ہے کہ دس میں سے چار الفاظ نکرہ تھے (شمس، معرفۃ، ورقۃ، رسول) اور چھ معرفہ تھے (الرحمۃ، العلم، الثور، الدین، الفجر، اللعب)۔ تبدیلی میں صرف "ال" اور تنوین کا تبادلہ ہوا ہے؛ لفظ کے اصل حروف اور اس کے معنی میں کوئی تبدیلی نہیں آئی۔

انفرادی وضاحت: نکرہ سے معرفہ

پہلا لفظ "شمس" نکرہ ہے، اس پر تنوین کا مفہوم پایا جاتا ہے؛ "ال" لگانے سے یہ "الشمس" بن گیا۔ یہاں ایک اضافی نکتہ یہ ہے کہ شین حروف شمسیہ میں سے ہے، اس لیے "ال" کا لام شین میں مدغم ہو کر مشدد پڑھا جاتا ہے اور لکھنے میں الشّمس آتا ہے۔ پانچواں لفظ "معرفۃ" نکرہ ہے؛ اس کے آخر میں تائے مربوطہ ہے، تنوین ہٹا کر "ال" لگانے سے "المعرفۃ" بنتا ہے۔ چھٹا لفظ "ورقۃ" بھی نکرہ ہے اور "الورقۃ" بنتا ہے؛ ورق سے مراد درخت کا پتا بھی ہے اور کاغذ کا ورق بھی، قرآن میں ورق کا ذکر جنت کے پتوں کے ضمن میں آیا ہے۔ آٹھواں لفظ "رسول" نکرہ ہے؛ "الرسول" بنانے سے مراد وہ متعین رسول ہوتا ہے جس کا ذکر سیاق میں ہو۔ قرآن کریم میں "رسول" نکرہ بھی آیا ہے،

جیسے کسی بھی رسول کے عمومی ذکر میں، اور "الرسول" معرفہ بھی، جب حضور اکرم ﷺ کی ذات گرامی مراد ہو۔ یہی فرق ترجمے میں "کوئی رسول" اور "وہ رسول" کا فرق پیدا کرتا ہے۔ طالب علم نوٹ کرے کہ ان چاروں تبدیلیوں میں تنوین کا ختم ہونا لازمی امر ہے، کیونکہ معرفہ پر تنوین نہیں آتی۔

انفرادی وضاحت: معرفہ سے نکرہ

دوسرا لفظ "الرحمۃ" معرفہ ہے؛ "ال" ہٹا کر تنوین لگانے سے "رحمۃٌ" بنتا ہے، جس کا مفہوم عام رحمت ہے۔ تیسرا لفظ "العلم" معرفہ ہے اور اس کا نکرہ "علمٌ" ہے؛ قرآن میں "العلم" متعین علم یعنی وحی کے لیے بھی آیا ہے اور "علم" عام جانکاری کے لیے بھی۔ چوتھا لفظ "الثور" معرفہ ہے، نکرہ "ثورٌ" یعنی کوئی بیل؛ یہاں بھی ثا حروف شمسیہ سے ہے اس لیے لام مدغم ہوتا ہے۔ ساتواں لفظ "الدین" معرفہ ہے اور نکرہ "دینٌ" ہے؛ سورۃ الکافرون میں "لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِيَ دِينِ" میں دین نکرہ کے مفہوم میں استعمال ہوا ہے، جبکہ "الدین" معرفہ صورت میں متعین دین اسلام کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ نواں لفظ "الفجر" معرفہ ہے؛ نکرہ "فجرٌ" ہے۔ سورۃ الفجر کی پہلی آیت میں "والفجر" معرفہ ہے کیونکہ ایک معلوم فجر مراد ہے۔ دسواں لفظ "اللعب" معرفہ ہے اور نکرہ "لعبٌ" یعنی کھیل؛ قرآن میں دنیا کی زندگی کو لعب و لہو کہہ کر اس کی بے ثباتی بیان کی گئی ہے۔ ان تمام مثالوں سے ثابت ہوتا ہے کہ تبدیلی محض شکلی نہیں بلکہ مفہوم کی تعیین اور عدم تعیین کا کھیل ہے۔

قرآنی تناظر اور سیکھنے کا نکتہ

ان دس الفاظ کا انتخاب اتفاقی نہیں؛ یہ سب قرآن کریم میں کثرت سے آنے والے الفاظ ہیں۔ الشمس اور الفجر قسموں میں آئے ہیں، العلم اور الرحمۃ اللہ تعالیٰ کی صفات کے ضمن میں آتے ہیں، الدین اور الرسول ایمان کی بنیادوں سے متعلق ہیں۔ جب طالب علم ان الفاظ کو دونوں حالتوں میں پڑھتا ہے تو اس کے ذہن میں یہ بات پختہ ہو جاتی ہے کہ عربی میں معرفہ و نکرہ کا فرق انگریزی کے a اور the کے فرق سے مشابہ ہے، مگر اس سے زیادہ وسیع ہے کیونکہ اضافت اور ضمیر بھی تعریف کا ذریعہ بنتے ہیں۔ مشق یہ کریں کہ قرآن کریم کے پہلے پارے سے دس اسم نکال کر ان کی حیثیت لکھیں اور پھر الٹ کر دکھائیں۔ غلطی کی عام صورت یہ ہوتی ہے کہ طالب علم "ال" لگانے کے بعد بھی تنوین باقی رکھ دیتا ہے، جیسے "الشمسٌ" لکھنا، جو قواعد کی رو سے غلط ہے۔ دوسری غلطی شمسی حروف میں لام کو ظاہر پڑھنا ہے۔ ان دونوں سے بچنے کی صورت یہی ہے کہ ہر تبدیلی بول کر اور لکھ کر دونوں طرح جانچی جائے۔

8لغۃ القرآن (0109) — حل شدہ مشق نمبر 1 — صفحہ

خلاصہ

اس سوال کا حاصل یہ ہے کہ معرفہ کو نکرہ بنانے کا عمل "ال" ہٹا کر تنوین لگانا ہے اور نکرہ کو معرفہ بنانے کا عمل تنوین ہٹا کر "ال" لگانا ہے۔ چار الفاظ نکرہ سے معرفہ ہوئے اور چھ معرفہ سے نکرہ۔ اس سادہ سی مشق کے پیچھے عربی گرامر کا ایک بڑا اصول چھپا ہے جو آگے چل کر ترجمہ، ترکیب اور تفسیر تینوں میں کام آئے گا۔

مزید مشق: روزمرہ تلاوت سے مثالیں

اس مشق کو پختہ کرنے کے لیے طالب علم سورۃ الکہف یا سورۃ یٰس کی تلاوت کرتے ہوئے دس ایسے اسماء نوٹ کرے جو "ال" کے ساتھ آئے ہوں اور دس ایسے جو تنوین کے ساتھ آئے ہوں، پھر ہر ایک کو الٹ کر دکھائے۔ اس عملی مشق سے دو فائدے ہوں گے: ایک یہ کہ معروف قرآنی الفاظ جیسے الکتاب، القلم، النور، الھدیٰ، الحق، الباطل، الجنت، النار وغیرہ کے جڑے ہوئے مفاہیم ذہن میں بیٹھ جائیں گے، اور دوسرا یہ کہ تنوین اور "ال" کا تبادلہ خود کار ہو جائے گا۔ ایک اور باریکی یہاں یاد رکھنے کی ہے کہ جن الفاظ کے آغاز میں پہلے سے "ال" بطور اصل مادہ شامل ہو، ان میں یہ قاعدہ احتیاط سے لگایا جاتا ہے؛ اسی طرح اعلام جیسے مکۃ اور مدینۃ پر اس تبدیلی کا اطلاق نہیں ہوتا کیونکہ علم بذات خود معرفہ ہوتا ہے۔ طالب علم کو یہ بھی جاننا چاہیے کہ نکرہ کو جب جملے میں مبتدا بنایا جاتا ہے تو اس کے لیے خاص شرائط ہیں، جبکہ معرفہ آزادانہ مبتدا بنتا ہے؛ اس فرق کی تفصیل جملہ اسمیہ کے باب میں آئندہ مشقوں میں آئے گی۔ اس سوال کی تیاری کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ ہر لفظ کو پہلے بول کر، پھر لکھ کر اور پھر ایک چھوٹے جملے میں استعمال کر کے جانچا جائے، مثلاً: الشمس مشرقۃ، رأیت شمساً کے بجائے درست ترکیبوں کو سیاق کے مطابق پرکھا جائے۔ اس طرح لفظ کی دونوں صورتیں استعمال کے ساتھ یاد ہو جاتی ہیں اور امتحان میں کسی قسم کی الجھن باقی نہیں رہتی۔ مزید یہ کہ ان الفاظ کے معانی بھی ساتھ یاد کریں، کیونکہ گرامر کی مشق اگر مفہوم سے خالی ہو تو جلد بھول جاتی ہے؛ مفہوم کے ساتھ جڑی ہوئی صورت ذہن میں دیر پا رہتی ہے اور ترجمے میں براہ راست کام آتی ہے۔

سوال نمبر 3

سوال نمبر 3: حروف قمریہ تحریر کریں۔ (10)

تعارف: الف لام اور حروف کی دو قسمیں

جب کسی نکرہ اسم کے شروع میں تعریف کے لیے "ال" لگایا جاتا ہے تو اس "ال" کے لام کا تلفظ دو طرح ہوتا ہے۔ بعض حروف سے پہلے لام واضح طور پر پڑھا جاتا ہے اور بعض حروف سے پہلے لام اس حرف میں مدغم ہو جاتا ہے، یعنی اس کی آواز ختم ہو کر اگلا حرف مشدد پڑھا جاتا ہے۔ جن حروف سے پہلے لام ظاہر پڑھا جاتا ہے انہیں حروف قمریہ کہتے ہیں اور جن سے پہلے لام مدغم ہوتا ہے انہیں حروف شمسیہ۔ یہ نام اس مشہور مثال سے پڑا ہے کہ "قمر" (چاند) سے پہلے لام ظاہر پڑھا جاتا ہے: اَلْقَمَرُ، اور "شمس" (سورج) سے پہلے لام مدغم ہوتا ہے: اَلشَّمْسُ۔ قرآن کریم کی درست تلاوت اور تجوید کے لیے اس فرق کو جاننا ضروری ہے، کیونکہ لام ساکن کا اظہار و ادغام تجوید کے بنیادی احکام میں سے ہے۔ اس سوال میں صرف حروف قمریہ لکھنے کا مطالبہ ہے، مگر مکمل فہم کے لیے ہم دونوں قسموں کا موازنہ بھی پیش کریں گے تاکہ طالب علم مشق میں غلطی نہ کرے۔

حروف قمریہ کی فہرست

حروف قمریہ کل چودہ ہیں۔ یہ وہ حروف ہیں جن سے شروع ہونے والے اسم پر "ال" آئے تو لام ساکن ظاہر پڑھا جاتا ہے۔ ان حروف کو یاد کرنے کے لیے علماء نے ایک جملہ ترتیب دیا ہے: "اِبْغِ حَجَّکَ وَخَفْ عَقِیْمَہٗ" — اس جملے کے تمام حروف قمریہ ہیں۔ اس ترکیب سے فہرست یوں بنتی ہے: ا (ہمزہ)، ب، غ، ح، ج، ک، و، خ، ف، ع، ق، ی، م، ہ۔ ان میں سے ہر حرف کی مثال ملاحظہ کریں: اَلْاَرْضُ، اَلْبَیْتُ، اَلْعَیْبُ، اَلْحَمْدُ، اَلْجَنَّۃُ، اَلْکِتَابُ، اَلْوَقْتُ، اَلْخَیْرُ، اَلْفَجْرُ، اَلْعِلْمُ، اَلْقَمَرُ، اَلْیَوْمُ، اَلْمَالُ، اَلْھُدٰی۔ ان تمام مثالوں میں لام کی آواز صاف سنائی دیتی ہے۔ یاد رہے کہ قرآن کریم کی سورتوں کے ناموں میں بھی یہ قاعدہ نظر آتا ہے: اَلْبَقَرَۃ، اَلْعَنْکَبُوت، اَلْقَمَر، اَلْحَدِید، اَلْجُمُعَۃ وغیرہ میں لام ظاہر ہے۔ طالب علم کے لیے نشانی یہ ہے کہ قمری لفظ میں "ال" کے بعد والا حرف ساکن یا مشدد نہیں ہوتا بلکہ اپنی اصل حرکت کے ساتھ پڑھا جاتا ہے۔

حرف	مثال (ال کے ساتھ)	تلفظ کی کیفیت
ا	اَلْاَرْضُ	لام ظاہر
ب	اَلْبَیْتُ	لام ظاہر

غ	الْغَفُوْرُ	لام ظاہر
ح	الْحَمَدُ	لام ظاہر
ج	الْجَنَّۃ	لام ظاہر
ک	الْکِتَابُ	لام ظاہر
و	الْوَحْیُ	لام ظاہر
خ	الْخَالِقُ	لام ظاہر
ف	الْفُرْقَانُ	لام ظاہر
ع	الْعَالَمِیْنَ	لام ظاہر
ق	الْقَمَرُ	لام ظاہر
ی	الْیَوْمُ	لام ظاہر
م	الْمُؤْمِنُ	لام ظاہر
ہ	الْھَادِیْ	لام ظاہر

اوپر کی فہرست میں چودہ قمری حروف میں سے ہر ایک کے ساتھ ایک قرآنی لفظ بطور مثال دیا گیا ہے۔ یہ سارے الفاظ قرآن کریم میں اسی صورت میں آئے ہیں اور ان میں لام

ہمیشہ ظاہر پڑھا جاتا ہے۔

حروف شمسیہ سے موازنہ

باقی چودہ حروف شمسیہ ہیں: ت، ث، د، ذ، ر، ز، س، ش، ص، ض، ط، ظ، ل، ن۔ ان سے شروع ہونے والے اسم پر "ال" آئے تو لام اس حرف میں مدغم ہو جاتا ہے اور حرف مشدد پڑھا جاتا ہے، جیسے التِّينُ، الثَّمَرَاتُ، الدِّينُ، الذِّكْرُ، الرَّحْمٰنُ، الزَّكَاةُ، السَّمَاءُ، الشَّمْسُ، الصَّلَاةُ، الضُّحٰى، الطُّورُ، الظِّلُّ، اللَّيْلُ، النَّاسُ۔ غور کریں کہ لکھنے میں "ال" بہر حال لکھا جاتا ہے، فرق صرف پڑھنے میں ہوتا ہے۔ اسی لیے طالب علم صرف لکھا ہوا دیکھ کر تلفظ کا اندازہ لگاتا ہے وہ اکثر دھوکا کھاتا ہے؛ درست طریقہ یہ ہے کہ سن کر سیکھا جائے اور مصحف میں لام ساکن پر موجود علامات کو پہچانا جائے۔ تجوید کی کتابوں میں اسے لام تعریف کا حکم کہا جاتا ہے: قمری حروف میں اظہار اور شمسی حروف میں ادغام۔ قرآن کریم کی پہلی آیت "الْحَمْدُ لِلّٰهِ" میں ح قمری ہے اس لیے لام ظاہر ہے، جبکہ "الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ" میں ر شمسی ہے اس لیے لام مدغم ہے۔ ایک ہی آیت میں دونوں حکموں کا ساتھ ہونا اس قاعدے کی اہمیت کو خوب واضح کرتا ہے۔

یاد کرنے کا آسان طریقہ اور مشق

حروف قمریہ یاد کرنے کا سب سے آسان طریقہ وہی جملہ ہے جو اوپر ذکر ہوا: "اِبْغِ حَجَّكَ وَخَفْ عَقِيمَهٗ"۔ اس جملے کا لفظی مطلب ہے: اپنے حج کی طلب کر اور بانجھ پن سے ڈر۔ جو حروف اس جملے میں آ گئے وہ قمری ہیں اور باقی سب شمسی۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ شمسی حروف زبان کے اگلے حصے اور دانتوں کے قریب سے ادا ہوتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ لام، جو خود بھی اسی علاقے کا حرف ہے، ان میں آسانی سے مدغم ہو جاتا ہے، جبکہ قمری حروف حلق اور منہ کے پچھلے حصوں سے ادا ہوتے ہیں اس لیے لام الگ ظاہر رہتا ہے۔ یہ صوتی وجہ سمجھ لینے سے فہرست رٹنے کی ضرورت کم ہو جاتی ہے۔ مشق کے طور پر طالب علم سورتوں کے ناموں کی فہرست لے کر ہر نام پر قاعدہ لگائے: البقرہ قمری، آل عمران میں ع قمری، النساء میں ن شمسی، المائدہ میں م قمری، الانعام میں ع قمری، الاعراف میں ع قمری، الانفال میں ف قمری، التوبہ میں ت شمسی۔ اس طرح پوری فہرست پر مشق ہو جائے گی اور قاعدہ پختہ ہو جائے گا۔ عام غلطی یہ ہوتی ہے کہ طالب علم "اللہ" کے لام کو بھی اسی قاعدے پر پرکھنے لگتا ہے؛ یاد رہے کہ لفظ "اللہ" کا حکم خاص ہے اور اس میں لام کا تفخیم و ترقیق کا الگ قاعدہ ہے۔

خلاصہ

خلاصہ یہ ہے کہ حروف قمریہ چودہ ہیں: ا، ب، غ، ح، ج، ک، و، خ، ف، ع، ق، ی، م، ہ۔ ان سے شروع ہونے والے اسم پر تعریف کا لام ظاہر پڑھا جاتا ہے۔ یہ قاعدہ صرف گرامر کا نہیں بلکہ تجوید اور درست تلاوت کا بھی بنیادی اصول ہے۔ جو طالب علم اسے مثالوں سمیت یاد کر لے گا وہ قرآن کریم پڑھتے ہوئے لام تعریف کے تلفظ میں غلطی نہیں کرے گا اور اس کا ترجمہ و فہم بھی درست بنیادوں پر استوار ہو گا۔

مزید توضیح: مصحف میں پہچان کا عملی طریقہ

حروف قمریہ و شمسیہ کی پہچان کا ایک عملی ذریعہ مصحف کا رسم بھی ہے۔ بہت سے مصاحف میں قمری لام کے اوپر سکون کی علامت واضح ہوتی ہے جبکہ شمسی صورت میں اگلے حرف پر شد آ جاتا ہے، جسے دیکھ کر طالب علم تلفظ کا فیصلہ کر سکتا ہے۔ اسی طرح جب نکرہ اسم معرفہ بنتا ہے تو اس کے پہلے حرف کی حرکت نہیں بدلتی، صرف لام کا سلوک بدلتا ہے: قمری میں لام ساکن الگ سنائی دیتا ہے اور شمسی میں حرف مشدد بن جاتا ہے۔ یاد رکھنے کا ایک اور سہارا یہ ہے کہ قمری حروف کو انگریزی میں moon letters اور شمسی کو sun letters کہا جاتا ہے اور دونوں چودہ ہیں، چودہ ہیں، کیونکہ عربی حروف تہجی کل اٹھائیس ہیں اور ٹھیک آدھے، آدھے تقسیم ہیں۔ اس تقسیم کو اگر طالب علم دائرے کی صورت میں بنا کر یاد کرے تو بھولنے کا امکان کم ہو جاتا ہے۔ ایک اضافی مشق یہ ہے کہ سورۃ الشمس پڑھی جائے جس میں لگاتار شمسیں آتی ہیں: والشمس، والقمر، والنھار، واللیل، والسماء، والارض، ونفس؛ ان میں شمسی و قمری دونوں کی مثالیں یک جا ملتی ہیں اور لام کے مختلف سلوک کا کانوں سے تجربہ ہو جاتا ہے۔ اسی طرح سورۃ اللیل اور سورۃ الضحیٰ بھی اس مشق کے لیے بہترین ہیں۔ اس باب میں سب سے عام غلطی انگریزی رسم الخط میں لکھتے ہوئے پیدا ہوتی ہے، جیسے الشمس کو shams-al کے بجائے shams-ash لکھنا درست صوتی نقل ہے؛ یہ فرق بھی اسی قاعدے کی مرہونِ منت ہے۔ طالب علم کو چاہیے کہ دس سورتوں کے نام لکھ کر ان کے آگے قمری یا شمسی کی نشانی لگائے اور استاد یا ساتھی سے جانچ کرائے۔

سوال نمبر 4

سوال نمبر 4: درج ذیل میں مؤنث کی قسم بتائیں: عصیٰ، مریم، صحراء، ھدیٰ، عائشۃ، ھدایۃ، عاقلۃ، بیضاء۔ (10)

تعارف: مؤنث کی اقسام

عربی میں اسم یا مذکر ہوتا ہے یا مؤنث۔ مؤنث کی پہچان دو اعتبار سے ہوتی ہے: حقیقی اور لفظی۔ مؤنث حقیقی وہ ہے جو واقعۃً مادہ جنس کی طرف اشارہ کرے، جیسے اِمۡرَاَۃٌ (عورت)، نَاقَۃٌ (اونٹنی) یا کسی خاتون کا نام۔ مؤنث لفظی وہ ہے جس میں تانیث کی کوئی ظاہری علامت موجود ہو، یعنی آخر میں تائے مربوطہ (ۃ)، الف ممدودہ (اء) یا الف مقصورہ (یٰ) لگی ہو، چاہے مفہوم میں تانیث ہو یا نہ ہو، جیسے غُرۡفَۃٌ (کمرہ) مذکر مفہوم کے باوجود لفظی مؤنث ہے۔ اس کے علاوہ ایک تیسری مشہور قسم مؤنث سماعی یا معنوی ہے، جس میں نہ حقیقی تانیث نمایاں ہو نہ کوئی ظاہری علامت، مگر اہلِ زبان کے استعمال سے اس کا مؤنث ہونا ثابت ہو، جیسے شَمۡسٌ (سورج)، اَرۡضٌ (زمین)، نَارٌ (آگ)، عَیۡنٌ (آنکھ)۔ اس سوال میں آٹھ الفاظ دیے گئے ہیں اور ہر ایک کی قسم بتانی ہے۔ ذیل میں پہلے جدول میں جواب اور پھر ہر لفظ کی دلیل پیش کی جاتی ہے۔

نمبر	لفظ	مؤنث کی قسم	دلیل
1	عَصٰی	مؤنث لفظی	آخر میں الف مقصورہ (یٰ) تانیث کی علامت ہے
2	مَرۡیَمُ	مؤنث حقیقی	خاتون کا نام ہے، واقعۃً مؤنث ہے
3	صَحۡرَاءُ	مؤنث لفظی	آخر میں الف ممدودہ (اء) تانیث کی علامت ہے
4	هُدٰی	مؤنث لفظی	آخر میں الف مقصورہ (یٰ) تانیث کی علامت ہے
5	عَائِشَۃُ	مؤنث حقیقی (اور لفظی بھی)	خاتون کا نام ہے اور آخر میں تائے مربوطہ بھی ہے

6	هِدَايَة	مؤنث لفظی	آخر میں تائے مربوطہ (ۃ) تانیث کی علامت ہے
7	عَاقِلَة	مؤنث لفظی	آخر میں تائے مربوطہ (ۃ)؛ مذکر عاقل کی مؤنث صورت
8	بَيْضَاء	مؤنث لفظی	آخر میں الف ممدودہ (اء)؛ مذکر اَبیض کی مؤنث صورت

جدول کا خلاصہ یہ ہے کہ آٹھ میں سے چھ الفاظ خالص لفظی مؤنث ہیں، ایک خالص حقیقی ہے اور ایک میں حقیقی و لفظی دونوں پہلو جمع ہیں۔ یہ تقسیم سمجھنا آگے صفت اور فعل کی مطابقت میں بہت کام آئے گی۔

لفظ بہ لفظ وضاحت: الف مقصورہ اور الف ممدودہ والے الفاظ

پہلا لفظ "عصیٰ" ہے، جس کے آخر میں الف مقصورہ ہے۔ عصا کا معنی لاٹھی یا چھڑی ہے؛ یہ مفہوم کے اعتبار سے مادہ جنس نہیں، مگر الف مقصورہ کی موجودگی اسے لفظی مؤنث بناتی ہے، لہٰذا اس کے لیے صفت اور ضمیر مؤنث آئے گی۔ چوتھا لفظ "ھدیٰ" بھی اسی قبیل سے ہے؛ ہدایت کے معنی میں یہ لفظ الف مقصورہ پر ختم ہوتا ہے، اس لیے لفظی مؤنث شمار ہوگا۔ تیسرا لفظ "صحراء" صحرا یعنی ریگستان کے معنی میں ہے؛ اس کے آخر میں الف ممدودہ ہے جو تانیث کی کھلی علامت ہے، پس یہ لفظی مؤنث ہے۔ آٹھواں لفظ "بیضاء" سفید (مؤنث) کے معنی میں ہے؛ یہ مذکر "اَبیض" کی مؤنث صورت ہے اور رنگوں کے اس وزن (اَفعل کی مؤنث فعلاء) میں الف ممدودہ تانیث کی علامت ہوتی ہے، اس لیے یہ بھی لفظی مؤنث ہے۔ ان چاروں مثالوں سے قاعدہ واضح ہوتا ہے کہ جہاں تانیث کی ظاہری علامت موجود ہو وہاں لفظ کو لفظی مؤنث کہا جائے گا، خواہ اس کا مفہوم کچھ بھی ہو۔ قرآن کریم میں "الھدیٰ" اور "صحراء" جیسے الفاظ اسی حیثیت میں استعمال ہوئے ہیں اور ان کے ساتھ آنے والی صفات اور اشارات میں تانیث کا لحاظ رکھا گیا ہے۔

لفظ بہ لفظ وضاحت: تائے مربوطہ اور حقیقی مؤنث

دوسرا لفظ "مریم" ہے۔ یہ ایک خاتون، حضرت مریم علیہا السلام، کا نام ہے، اس لیے یہ مؤنث حقیقی ہے؛ اس کے آخر میں تانیث کی کوئی علامت نہیں، مگر مفہوم خود مؤنث ہے۔ یہی وہ صورت ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ تانیث صرف علامت کا نام نہیں بلکہ مفہوم کا بھی اعتبار ہوتا ہے۔ پانچواں لفظ "عائشۃ" بھی خاتون کا نام ہے اس لیے حقیقی مؤنث ہے، اور ساتھ ہی اس کے آخر میں تائے مربوطہ بھی موجود ہے، اس لیے اس میں لفظی تانیث کا پہلو بھی پایا جاتا ہے؛ امتحانی جواب میں اسے حقیقی مؤنث لکھنا زیادہ درست ہے کیونکہ نام کا مفہوم ہی تانیث کی اصل بنیاد ہے، اور ساتھ نوٹ کر دیا جائے کہ علامت بھی موجود ہے۔ چھٹا لفظ "ھدایۃ" مصدر ہے جس کے آخر میں تائے مربوطہ ہے، اس لیے یہ لفظی مؤنث ہے۔ ساتواں لفظ "عاقلۃ" عقل مند خاتون کے معنی میں ہے؛ یہ "عاقل" کی مؤنث صورت ہے اور تائے مربوطہ اس کی علامت ہے، اس لیے لفظی مؤنث ہے، اگرچہ استعمال میں اس کا اطلاق مادہ پر ہی ہوتا ہے۔ اس موازنے سے ایک نکتہ اور واضح ہوتا ہے کہ "ھدیٰ" اور "ھدایۃ" ایک ہی مادے سے ہیں مگر علامتیں الگ الگ ہیں: ایک میں الف مقصورہ اور دوسرے میں تائے مربوطہ، اور دونوں لفظی مؤنث ہیں۔

اس تقسیم کی عملی اہمیت

مؤنث کی قسم پہچاننا محض درجہ بندی نہیں؛ اس کا براہِ راست اثر جملے کی ساخت پر پڑتا ہے۔ عربی میں صفت اپنے موصوف کے تابع ہوتی ہے، فعل اپنے فاعل سے مطابقت رکھتا ہے اور اسم اشارہ بھی مذکر و مؤنث کے لحاظ سے بدلتا ہے: ھٰذَا مذکر کے لیے اور ھٰذِہٖ مؤنث کے لیے آتا ہے۔ اگر طالب علم "صحراء" کو مذکر سمجھ بیٹھے تو وہ اس کے ساتھ مذکر صفت لگائے گا اور جملہ غلط ہو جائے گا۔ قرآن کریم میں "الشمس" اور "الارض" جیسے سماعی مؤنث الفاظ کے ساتھ مؤنث صفات اور ضمائر آئی ہیں؛ ان کی پہچان بھی اسی تربیت سے پیدا ہوتی ہے۔ اس سوال کے آٹھ الفاظ میں تینوں علامتیں اور حقیقی صورت سب موجود ہیں، گویا یہ ایک چھوٹی سی مکمل مشق ہے۔ طالب علم کو چاہیے کہ ہر نئے لفظ کو سیکھتے وقت اس کی جنس بھی ساتھ یاد کرے اور لغت میں اس کی علامت دیکھے۔ عربی لغات میں مؤنث الفاظ کے ساتھ عموماً اشارہ درج ہوتا ہے، جس سے پہچان آسان ہو جاتی ہے۔

خلاصہ

خلاصہ یہ ہے: عصیٰ، ھدیٰ الف مقصورہ کی وجہ سے لفظی؛ صحراء اور بیضاء الف ممدودہ کی وجہ سے لفظی؛ ھدایۃ اور عاقلۃ تائے مربوطہ کی وجہ سے لفظی؛ مریم حقیقی مؤنث؛ اور عائشۃ حقیقی مؤنث ہے جس میں لفظی علامت بھی موجود ہے۔ تانیث کی تین علامتیں اور حقیقی و سماعی کا فرق یاد رکھنا آئندہ تمام قواعد، خصوصاً صفت، فعل اور ضمیر کی مطابقت، کی بنیاد ہے۔

مزید توضیح: مؤنث سماعی کی طرف ایک نظر

اس سوال کے آٹھ الفاظ کے علاوہ طالب علم کو مؤنث سماعی کی مشہور فہرست بھی ازبر رکھنی چاہیے، کیونکہ امتحان اور تلاوت دونوں میں اس سے واسطہ پڑتا ہے: شمس، ارض، نار، حرب، دار، عین، اذن، ید، رجل، نفس، روح، سماء وغیرہ۔ ان الفاظ میں کوئی ظاہری علامت نہیں ملتی، مگر بولوں کے استعمال سے یہ مؤنث ثابت ہیں اور قرآن کریم میں ان کے لیے مؤنث ضمائر و صفات آئی ہیں، جیسے الشمس کے لیے مؤنث فعل اور النار کے لیے مؤنث اشارہ۔ اس کے برعکس کچھ الفاظ ایسے بھی ہیں جو مذکر سماعی ہیں۔ اس سارے نظام کا حاصل یہ ہے کہ عربی میں جنس کا فیصلہ تین ذرائع سے ہوتا ہے: مفہوم، علامت اور سماع یعنی اہل زبان کا استعمال۔ اس سوال کے الفاظ پہلے دو ذرائع کی مثالیں تھے، اور آنے والے اسباق میں تیسرا ذریعہ بھی بار بار سامنے آئے گا۔ طالب علم ایک رجسٹر میں تین خانے بنا کر الفاظ درج کرتا جائے؛ چند مہینوں میں اس کے پاس اپنی ذاتی لغت تیار ہو جائے گی جو امتحان سے بڑھ کر عمر بھر کے قرآن فہم میں کام آئے گی۔ ایک اور نکتہ یہ کہ جوڑے والے اعضاء، جیسے عین، اذن، ید، رجل، عموماً مؤنث سماعی ہوتے ہیں؛ یہ مشاہدہ یادداشت میں مدد دیتا ہے۔ اسی طرح شہروں اور سورتوں کے نام بھی عموماً مؤنث کے درجے میں رکھے جاتے ہیں۔ یہ چھوٹے چھوٹے مشاہدے گرامر کو رٹے سے نکال کر فہم میں بدل دیتے ہیں۔

سوال نمبر 5

سوال نمبر 5: درج ذیل کلمات کی مؤنث لفظی کی تین علامات بیان کیجیے اور ہر ایک کی اپنی طرف سے مثال پیش کریں۔ (10)

تعارف

پچھلے سوال میں ہم نے دیکھا کہ مؤنث کی ایک قسم لفظی ہوتی ہے، یعنی وہ مؤنث جس کی تانیث کسی ظاہری علامت سے پہچانی جائے۔ اس سوال میں انہی علامتوں کی تفصیل مطلوب ہے: مؤنث لفظی کی تین علامات کون سی ہیں اور ہر علامت کی مثال کیا ہے۔ یہ سوال اس لیے اہم ہے کہ قرآن کریم پڑھتے ہوئے طالب علم کو ہر قدم پر ایسے الفاظ ملتے ہیں جن کی جنس کا فیصلہ علامت دیکھ کر کرنا ہوتا ہے۔ اگر علامتیں پختہ یاد ہوں تو لغت کھولے بغیر بیشتر الفاظ کی جنس معلوم ہو جاتی ہے۔ تین علامتیں یہ ہیں: تائے مربوطہ (ۃ)، الف ممدودہ (اء) اور الف مقصورہ (ٰی)۔ ذیل میں ہر علامت کی تعریف، اس کی پہچان، اپنی طرف سے مثال اور قرآنی استعمال پیش کیا جاتا ہے۔ یہ بھی واضح کیا جائے گا کہ ہر علامت کن صورتوں میں تانیث کے علاوہ کسی اور مفہوم میں بھی آسکتی ہے، تاکہ طالب علم حدود و قیود سے بھی واقف رہے۔

پہلی علامت: تائے مربوطہ (ۃ)

تائے مربوطہ وہ گول "ۃ" ہے جو اسم کے آخر میں آتی ہے اور وقف کی حالت میں "ہ" پڑھی جاتی ہے، جبکہ ملا کر پڑھنے میں "ت" کی آواز دیتی ہے۔ یہ تانیث کی سب سے عام علامت ہے۔ میری طرف سے مثال: "مَدْرَسَۃٌ" (اسکول) اور "سَیَّارَۃٌ" (گاڑی)۔ مزید مثالیں: غُرْفَۃٌ (کمرہ)، مَکْتَبَۃٌ (لائبریری)، طَالِبَۃٌ (طالبہ)، مُعَلِّمَۃٌ (استانی)۔ قرآن کریم میں یہ علامت بکثرت ہے: "رَحْمَۃٌ"، "نِعْمَۃٌ"، "جَنَّۃٌ"، "سُورَۃٌ" وغیرہ۔ ایک ضروری تنبیہ یہ ہے کہ ہر آخری "ۃ" تانیث کی علامت نہیں ہوتی؛ کچھ الفاظ میں یہ حرف اصل مادے کا حصہ ہوتا ہے یا مبالغے کے لیے آتا ہے، جیسے "عَلَّامَۃٌ" (بہت بڑا عالم) مذکر کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ اسی طرح خلیفۃ اور راویۃ جیسے الفاظ میں بھی مفہوم کا اعتبار کرنا پڑتا ہے۔ تاہم عمومی قاعدہ یہی ہے کہ اسم کے آخر میں آنے والی تائے مربوطہ تانیث کی علامت سمجھی جائے گی، الا یہ کہ مفہوم اور استعمال اس کے خلاف گواہی دے۔ طالب علم کے لیے عملی نشانی یہ ہے کہ تائے مربوطہ والے لفظ کے ساتھ صفت بھی اسی وزن پر مؤنث آئے گی، جیسے مَدْرَسَۃٌ کَبِیرَۃٌ (بڑا اسکول)، لفظی اعتبار سے مؤنث صفت کے ساتھ)۔

دوسری علامت: الف ممدودہ (اء)

الف ممدودہ وہ الف ہے جس کے بعد ہمزہ آئے اور لفظ کے آخر میں "اء" کی صورت بنے۔ یہ بھی تانیث کی معروف علامت ہے، خصوصاً رنگوں اور عیوب کے اوزان میں اور بہت سے اسماء میں۔ میری طرف سے مثال: "حَمْرَاءُ" (سرخ، مؤنث) اور "خَضْرَاءُ" (سبز، مؤنث)۔ مزید مثالیں: صَحْرَاءُ (صحرا)، بَیْضَاءُ (سفید مؤنث)، سَوْدَاءُ (سیاہ مؤنث)،

عَمیاءُ(اندھی)۔ قرآن کریم میں "حمراء" کا مفہوم پہاڑوں کے رنگوں کے ذکر میں اور "خضراء" کا مفہوم نہیں مگر "مُدْهَامَّتَانِ" وغیرہ میں رنگوں کا ذکر آیا ہے؛"صحراء" کا لفظ جزیرہ نما کے سیاق میں تفاسیر میں آتا ہے۔اس علامت کی پہچان یہ ہے کہ یہ ہمیشہ لفظ کے آخر میں ہوتی ہے اور اس سے پہلے حرف پر زبر ہوتا ہے۔ یہاں بھی ایک قید یاد رکھیں: ہر "اء" تانیث نہیں ہوتی؛ "سَمَاءٌ" (آسمان) اور "ماء" (پانی) میں یہ صورت مادے کا حصہ ہے، اگرچہ سماء سماعی طور پر مؤنث بھی مانی جاتی ہے مگر اس کی تانیث اس الف کی بناء پر نہیں بلکہ سماع کی بناء پر ہے۔اس فرق کو سمجھنا باریک بینی کی علامت ہے اور امتحان میں اچھے نمبروں کا ذریعہ بنتا ہے۔

تیسری علامت: الف مقصورہ(یٰ)

الف مقصورہ وہ الف ہے جو لفظ کے آخر میں "ی" کی شکل میں لکھا جاتا ہے مگر الف پڑھا جاتا ہے، جیسے "هُدیٰ"، "فَتٰی" کے انداز پر آنے والے الفاظ میں سے مؤنث الفاظ۔یہ تانیث کی تیسری علامت ہے۔ میری طرف سے مثال: "کُبریٰ" (سب سے بڑی، مؤنث) اور "صُغریٰ" (سب سے چھوٹی، مؤنث)، جو مذکر "اَکْبَر" اور "اَصْغَر" کی مؤنث صورتیں ہیں۔ مزید مثالیں: حُبلیٰ (حاملہ)، ذِکریٰ (یاد)، بُشریٰ (خوشخبری)، عُقْبیٰ (انجام)۔ قرآن کریم میں یہ علامت بہت نمایاں ہے۔ "الْحُسْنیٰ" (بھلائی)، "الدُّنْیَا" (دنیا)، "الْاٰخِرَۃ" (آخرت، دوسری)، "مُوسیٰ" البتہ علم مذکر ہے اور اس کی الف مقصورہ تانیث کی علامت نہیں بلکہ نام کا حصہ ہے۔ یہ مثال اس بات کی بہترین تنبیہ ہے کہ علامت موجود ہونے کے باوجود علم مذکر کے نام مؤنث نہیں ہو جاتے؛علامت کا حکم عام اسماء میں چلتا ہے، اسماءاعلام میں مفہوم غالب رہتا ہے۔اسی طرح "هدیٰ" لفظی مؤنث ہے جیسا کہ پچھلے سوال میں گزرا۔ الف مقصورہ والے الفاظ کی ایک اور پہچان یہ ہے کہ ان پر تنوین اور اعراب ظاہر نہیں ہوتا بلکہ تقدیری ہوتا ہے، کیونکہ الف ساکن پر حرکت ظاہر نہیں ہو سکتی۔

علامت	صورت	میری مثال	مزید مثالیں	قرآنی مثال
تائے مربوطہ	ۃ آخر میں	مَدْرَسَۃ	غرفۃ، سیارۃ، طالبۃ	رَحْمَۃ، جَنَّۃ
الف ممدودہ	اء آخر میں	حَمْرَاءُ	صحراء، بیضاء، سوداء	حَمْرَاءُ (رنگوں کے ذکر میں)

الف مقصورہ	یٰ آخر میں	کُبریٰ	ذکریٰ، بشریٰ، عقبیٰ	الحُسنیٰ، الدُّنیا

یہ جدول تینوں علامتوں کا ایک نظر میں موازنہ پیش کرتا ہے۔ امتحان میں جواب لکھتے وقت یہی ترتیب اختیار کریں: پہلے علامت کا نام، پھر اس کی پہچان، پھر مثال۔

تینوں علامتوں کا موازنہ اور حدود

تینوں علامتوں میں مشترک بات یہ ہے کہ یہ لفظ کے آخر میں آتی ہیں اور اسم کو لفظی مؤنث بنا دیتی ہیں، جس کے بعد اس اسم کے لیے مؤنث ضمیر، مؤنث صفت اور مؤنث اسم اشارہ استعمال ہوتا ہے۔ فرق یہ ہے کہ تائے مربوطہ سب سے زیادہ عام ہے اور ہر [illegible] میں ملتی ہے؛ الف ممدودہ خاص اوزان، خصوصاً فَعْلَاء، میں آتی ہے؛ اور الف مقصورہ فُعْلیٰ اور فِعْلیٰ وغیرہ اوزان میں آتی ہے۔ تینوں صورتوں میں یہ بھی یاد رہے کہ علامت کا ہونا تانیث کے لیے کافی ہے، مگر حقیقی تانیث کا فیصلہ مفہوم سے ہوتا ہے؛ اسی لیے "طلحۃ" اور "حمزۃ" جیسے مردوں کے نام تائے مربوطہ کے باوجود مذکر رہتے ہیں کیونکہ وہ اعلام ہیں۔ یہ استثنائی صورتیں قاعدے کو توڑتی نہیں بلکہ اس کی حدود متعین کرتی ہیں۔ طالب علم جب کسی نئے لفظ سے واسطہ پڑے تو پہلے علامت دیکھے، پھر مفہوم، پھر لغت سے تصدیق کرے؛ اس ترتیب سے غلطی کا امکان کم سے کم رہ جاتا ہے۔

خلاصہ

خلاصہ یہ ہے کہ مؤنث لفظی کی تین علامات ہیں: تائے مربوطہ جیسے مدرسۃ، الف ممدودہ جیسے حمراء، اور الف مقصورہ جیسے کبریٰ۔ یہ علامتیں عربی اسم کی جنس پہچاننے کا سب سے تیز اور قابلِ اعتماد ذریعہ ہیں۔ ان کی پہچان پختہ ہو جائے تو قرآن کریم کے ہزاروں الفاظ کی جنس بلا تردد معلوم ہو جاتی ہے اور صفت و فعل کی مطابقت میں غلطی نہیں ہوتی۔

مشق اور توسیع

اس سوال کی تیاری کے لیے طالب علم ہر علامت کی پانچ پانچ اضافی مثالیں اپنی طرف سے لکھے: تائے مربوطہ میں سورۃ، آیۃ، برکۃ، قدرت، حکمت؛ الف ممدودہ میں زرقاء، صفراء، خضراء کے علاوہ اسمائی صورتوں میں شفاء کا مفہوم قائم رکھتے ہوئے کبریاء جیسے الفاظ کی جنس پر غور کرے؛ اور الف مقصورہ میں اخریٰ، اولیٰ، وسطیٰ، قصویٰ جیسی مثالیں جو قرآن میں آئی ہیں۔ اولیٰ اور اخریٰ کا جوڑا تو قرآن میں بار بار آیا ہے اور دنیوی و اخروی زندگی کے تقابل میں استعمال ہوا ہے۔ ان مثالوں کو لکھتے ہوئے ہر لفظ کے ساتھ اس کا مذکر یا اس کی اصل بھی لکھیں تو مشق مکمل ہو جائے گی۔ ایک اور اہم پہلو یہ ہے کہ ان علامتوں کا اثر صرف جنس تک محدود نہیں رہتا؛ جمع بناتے وقت تائے مربوطہ ات میں بدل

جاتی ہے، الف ممدودہ والی صفات کے اپنے اوزان ہیں اور الف مقصورہ والے الفاظ کے اعراب تقدیری ہوتے ہیں۔ یوں یہ تین علامتیں آنے والے کئی ابواب کی کنجی ہیں۔

طالب علم کو استاد کی ہدایت کے مطابق اصل کتاب کے متعلقہ یونٹ کو بھی ساتھ ساتھ پڑھنا چاہیے تاکہ درسی ترتیب کے مطابق جو کچھ اس رہنما میں خلاصہ آیا ہے وہ تفصیل کے ساتھ اس کے ذہن میں بیٹھ جائے۔ یاد رہے کہ علامت دیکھ کر جنس کا فیصلہ کرنا ایک مہارت ہے جو بار بار کی مشق سے آتی ہے؛ ایک بار کی پڑھائی کافی نہیں ہوتی۔ اس لیے ہر ہفتے دس نئے الفاظ پر یہ عمل دہرائیں۔

سوال نمبر 6

سوال نمبر 6: درج ذیل کلمات کا مذکر بیان کیجیے۔ اُخت، عالمۃ، زوجۃ، ذکیۃ، عالیۃ، غنیۃ، بیضاء (10)

تعارف اور طریقہ

اس سوال میں سات مؤنث کلمات دیے گئے ہیں اور ان کا مذکر بتانا ہے۔ مؤنث سے مذکر بنانے کا عمومی اصول یہ ہے کہ تانیث کی علامت ہٹا دی جائے اور لفظ اپنی اصل صورت میں آ جائے۔ تائے مربوطہ والے الفاظ میں صرف "ۃ" ہٹتی ہے، جیسے عالمۃ سے عالم۔ البتہ ہر لفظ کا معاملہ ایک جیسا نہیں ہوتا۔ کچھ الفاظ ازواجی جوڑوں کی صورت میں آتے ہیں جیسے زوجۃ کا مذکر زوج ہے؛ کچھ میں مادہ ہی بدلتا ہے جیسے اُخت (بہن) کا مذکر اَخ (بھائی) ہے، جہاں تائے مربوطہ نہیں بلکہ لفظ کی ساخت الگ ہے؛ اور رنگوں کے وزن میں بیضاء کا مذکر اَبیض ہے، جہاں پوری صرفی صورت بدلتی ہے۔ اس تنوع کی وجہ سے یہ سوال محض علامت ہٹانے کی مشق نہیں بلکہ الفاظ کے جوڑوں کو یاد کرنے کی مشق ہے۔

ذیل میں جدول کے ساتھ ہر لفظ کی انفرادی وضاحت دی جاتی ہے تاکہ طالب علم ہر جوڑے کی وجہ بھی سمجھ سکے۔

نمبر	مؤنث کلمہ	مذکر	معنی (مذکر / مؤنث)
1	أُخْت	أَخ	بھائی / بہن
2	عَالِمَة	عَالِم	عالم / عالمہ

3	زَوْجَۃ	زَوْج	شوہر / بیوی
4	ذَکِیَّۃ	ذَکِیّ	ذہین(مرد) / ذہین(عورت)
5	عَالِیَۃ	عَالٍ	بلند(مرد) / بلند(عورت)
6	غَبِیَّۃ	غَبِیّ	کند ذہن(مرد) / کند ذہن(عورت)
7	بَیْضَاء	أَبْیَض	سفید(مرد/چیز) / سفید (عورت/چیز)

جدول میں ساتوں جوڑے دکھائے گئے ہیں۔ غور کریں کہ پہلے اور آخری جوڑے میں صرف علامت نہیں بلکہ اس کی بناوٹ بھی بدلی ہے؛ درمیانی پانچ میں بنیادی تبدیلی تائے مربوطہ کے حذف کی ہے۔

انفرادی وضاحت: أخت اور زوجۃ

پہلا لفظ "أخت" بہن کے معنی میں ہے۔ اس کا مذکر "أخ" بھائی ہے۔ یہاں طالب علم کو یہ نکتہ سمجھنا چاہیے کہ "أخت" میں "ت" تائے مربوطہ نہیں ہے بلکہ لفظ کا اصلی حرف ہے جو مؤنث صورت میں ظاہر ہوتا ہے؛ اسی لیے مذکر میں یہ ت گم ہو جاتی ہے اور لفظ "أخ" رہ جاتا ہے۔ قرآن کریم میں یہ جوڑا کئی جگہ آیا ہے، مثلاً میراث کے احکام میں "أخ" اور "أخت" دونوں کا ذکر ہے اور قانون وراثت میں ان کے حصے الگ الگ بیان ہوئے ہیں۔ اس لیے اس جوڑے کی درستگی عملی فقہی فہم میں بھی اہم ہے۔ تیسرا لفظ "زوجۃ" بیوی کے معنی میں ہے اور اس کا مذکر "زوج" شوہر ہے۔ عربی میں "زوج" کا لفظ بذات خود جوڑے کے ہر فرد کے لیے استعمال ہوتا ہے؛ قرآن میں شوہر اور بیوی دونوں کے لیے "زوج" آیا ہے، اور بیوی کے لیے "زوجۃ" کی صورت بھی کتب لغت میں ثابت ہے۔ مشق میں زوجۃ سے تائے مربوطہ ہٹا کر زوج بنانا ہی مطلوب ہے۔ یہاں یہ بھی یاد رہے کہ کچھ الفاظ کے مذکر و مؤنث بالکل الگ مادے سے آتے ہیں، جیسے رجل (مرد) اور امرأۃ (عورت)؛ ایسے الفاظ سماعی طور پر یاد کرنے پڑتے ہیں۔

انفرادی وضاحت: صفات کے چار جوڑے

دوسرا لفظ "عالمۃ" عالمہ یعنی علم والی خاتون کے معنی میں ہے؛ اس کا مذکر "عالم" ہے۔ یہ فاعل کے وزن کی صفت ہے اور تائے مربوطہ ہٹتے ہی مذکر صورت سامنے آجاتی ہے۔ چوتھا لفظ "ذکیۃ" ذہین خاتون کے لیے ہے؛ مذکر "ذکیّ" ہے۔ یہاں ی مشدد پر توجہ دیں؛ مؤنث میں تائے مربوطہ کے اضافے سے بھی ی کی تشدید برقرار رہتی ہے۔ پانچواں لفظ "عالیۃ" بلند خاتون یا بلند چیز (مؤنث) کے لیے ہے؛ مذکر "عالی" ہے۔ چھٹا لفظ "غبیۃ" کند ذہن خاتون کے لیے ہے؛ مذکر "غبیّ" ہے۔ ذکیۃ اور غبیۃ کا جوڑا بطور ضد یاد رکھنا آسان ہے: ایک ذہانت کی صفت ہے اور دوسری اس کے برعکس۔ ان چاروں میں قاعدہ ایک ہی ہے کہ تائے مربوطہ حذف کر دی جائے؛ البتہ اعراب اور تشدید کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔ قرآن کریم میں صفات کے یہ جوڑے بکثرت آتے ہیں اور مفسرین ترجمے میں جنس کا لحاظ اسی قاعدے سے کرتے ہیں۔

انفرادی وضاحت: بیضاء اور رنگوں کا وزن

ساتواں لفظ "بیضاء" سب سے اہم ہے کیونکہ یہاں معاملہ تائے مربوطہ کا نہیں بلکہ الف ممدودہ کا ہے۔ رنگوں اور جسمانی عیوب کے لیے عربی میں مذکر کا وزن "أَفعل" اور مؤنث کا وزن "فعلاء" آتا ہے: أَبيض / بيضاء (سفید)، أَسود / سوداء (سیاہ)، أَحمر / حمراء (سرخ)، أَخضر / خضراء (سبز)، أَصفر / صفراء (زرد)، أَزرق / زرقاء (نیلا)، أَعمى / عمياء (اندھا)، أَصم / صماء (بہرا)۔ لہٰذا بیضاء کا مذکر أَبيض ہے، نہ کہ "بيض"۔ یہ وزن قرآن کریم میں بھی آیا ہے، مثلاً پہاڑوں کے مختلف رنگوں کے ذکر میں "حمر" اور "بيض" جیسے الفاظ آئے ہیں اور جنت کی نعمتوں کے ذکر میں رنگوں کی صفات آئی ہیں۔ طالب علم اگر یہ وزن یاد کر لے تو پورا ایک خاندان اس کے ہاتھ آجاتا ہے۔ ایک اضافی نکتہ یہ ہے کہ "أَفعل" کا یہی وزن اسم تفضیل میں بھی آتا ہے، جیسے أَكبر (سب سے بڑا)، مگر وہاں مؤنث "كبرىٰ" الف مقصورہ کے ساتھ آتی ہے، فعلاء کے ساتھ نہیں؛ دونوں وزنوں کا فرق یاد رکھنا ضروری ہے: رنگ و عیب میں مؤنث فعلاء ہوتی ہے اور تفضیل میں فعلیٰ۔ اس باریک فرق کو اگلے یونٹوں میں مزید کھولا جائے گا۔

مشق کا طریقہ اور خلاصہ

ان جوڑوں کو یاد کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ ہر جوڑے کو ایک چھوٹے جملے میں استعمال کریں: هٰذَا أَخِي وَهٰذِهِ أُخْتِي (یہ میرا بھائی ہے اور یہ میری بہن ہے)، الزَّوْجُ كَرِيمٌ وَالزَّوْجَةُ كَرِيمَةٌ، الطَّالِبُ ذَكِيٌّ وَالطَّالِبَةُ ذَكِيَّةٌ، الثَّوْبُ أَبْيَضُ وَالسَّيَّارَةُ بَيْضَاءُ۔ جملوں میں استعمال کرنے سے الفاظ ذہن میں بیٹھ جاتے ہیں اور ان کی جنس کا فیصلہ خود کار ہو جاتا ہے۔

خلاصہ یہ ہے: اُخت کا اَخ، عالمۃ کا عالم، زوجۃ کا زوج، ذکیۃ کا ذکیّ، عالیۃ کا عالی، غنیۃ کا غنیّ اور بیضاء کا اَبیض مذکر ہے۔ تبدیلی کی تین صورتیں سامنے آئیں: تائے مربوطہ کا حذف، لفظی ساخت کی تبدیلی، اور وزن کی تبدیلی۔ یہ تینوں صورتیں آگے چل کر صفت و موصوف کے باب میں بنیاد بنیں گی۔

مزید جوڑے اور مشق

اس سوال کے سات جوڑوں کے علاوہ یہ جوڑے بھی اسی نمونے پر ماپ لیں، کیونکہ یہ روزمرہ اور قرآن دونوں میں کثرت سے آتے ہیں: طویلۃ کا طویل، قصیرۃ کا قصیر، کبیرۃ کا کبیر، صغیرۃ کا صغیر، جدیدۃ کا جدید، قدیمۃ کا قدیم، قریبۃ کا قریب، بعیدۃ کا بعید، سعیدۃ کا سعید، فقیرۃ کا فقیر۔ رنگوں میں اسی طرح سوداء کا اسود، حمراء کا احمر، خضراء کا اخضر، صفراء کا اصفر اور زرقاء کا ازرق ہے۔ ان جوڑوں کو دو کالموں میں لکھ کر یاد کریں اور ہر جوڑے کو ایک جملے میں استعمال کریں تو یہ ذخیرہ مستقل ہو جائے گا۔ یہاں ایک اور لطیف نکتہ بھی نوٹ کریں کہ کچھ صفات مذکر و مؤنث میں ایک ہی صورت رکھتی ہیں، جیسے بعض اوزان میں آنے والے الفاظ۔ مگر ابتدائی درجے پر عام قاعدہ یہی ہے جو اس سوال میں استعمال ہوا ہے۔ طالب علم جب کوئی نیا صفت سیکھے تو اس کی مؤنث صورت ساتھ لکھا کرے؛ لغات میں عموماً دونوں صورتیں مل جاتی ہیں۔ اس عادت سے اس کا صفات کا ذخیرہ دوگنا ہو جائے گا اور صفت و موصوف کی مطابقت میں اسے کبھی تردد نہیں ہو گا، جو آئندہ مشقوں میں مرکب توصیفی کے لیے بنیادی شرط ہے۔

سوال نمبر 7

سوال نمبر 7: درج ذیل میں مفرد اور جمع کو علیحدہ کیجیے: اَیام، شاعر، مسلمون، قادمات، سماء، علوم، اَوراق، کتاب، ولد (10)

تعارف: مفرد اور جمع کی پہچان

عربی میں عدد کے اعتبار سے اسم کی تین حالتیں ہیں: مفرد (ایک)، مثنّٰی (دو) اور جمع (تین یا زیادہ)۔ اس سوال میں نو الفاظ دیے گئے ہیں اور انہیں مفرد و جمع میں الگ الگ کرنا ہے۔ پہچان کا اصول یہ ہے کہ جمع کی ظاہری علامتیں دیکھیں: جمع مذکر سالم میں آخر میں ”ون“ یا ”ین“ ہوتا ہے، جیسے مسلمون؛ جمع مؤنث سالم میں آخر میں ”ات“ ہوتا ہے، جیسے قادمات؛ اور جمع مکسر میں لفظ کی داخلی ساخت بدل جاتی ہے، جیسے کتاب سے کتب اور یوم سے اَیام۔ جو لفظ ان میں سے کسی صورت میں نہ ہو وہ مفرد سمجھا جائے گا۔ یہ

پہچان قرآن فہمی کے لیے ضروری ہے کیونکہ ترجمے میں "ایک" اور "بہت" کا فرق مفہوم بدل دیتا ہے۔ ذیل میں پہلے درجہ بندی کا جدول اور پھر ہر لفظ کی وجہ بیان کی جاتی ہے، ساتھ ہی ہر جمع کا مفرد اور ہر مفرد کی جمع بھی دی جاتی ہے تاکہ مشق دوطرفہ ہو جائے۔

لفظ	حیثیت	وجہ / تفصیل
أَيَّام	جمع	یوم کی جمع مکسر ہے
شَاعِر	مفرد	ایک شاعر؛ اس کی جمع شعراء آتی ہے
مُسْلِمُون	جمع	مسلم کی جمع مذکر سالم (ون)
قَادِمَات	جمع	قادمۃ کی جمع مؤنث سالم (ات)
سَمَاء	مفرد	ایک آسمان؛ اس کی جمع سماوات ہے
عُلُوم	جمع	علم کی جمع مکسر ہے
أَوْرَاق	جمع	ورقۃ / ورق کی جمع مکسر ہے
كِتَاب	مفرد	ایک کتاب؛ اس کی جمع کتب ہے
وَلَد	مفرد	ایک لڑکا / اولاد؛ اس کی جمع اولاد ہے

نتیجہ: مفرد چار ہیں — شاعر، سماء، کتاب، ولد۔ جمع پانچ ہیں — أیام، مسلمون، قادمات، علوم، أوراق۔ غور کریں کہ جمع میں تینوں اقسام موجود ہیں: سالم مذکر، سالم مؤنث اور مکسر، اور یہی اس سوال کی تدریسی خوبی ہے۔

جمع الفاظ کی وضاحت

پہلا لفظ "اَیام" دنوں کے معنی میں ہے؛ یہ "یوم" کی جمع مکسر ہے۔ قرآن کریم میں یہ لفظ بار بار آیا ہے، مثلاً روزوں کے بیان میں "اَیاماً معدودات" اور حج کے بیان میں "اَیام معلومات"۔ تیسرا لفظ "مسلمون" جمع مذکر سالم ہے؛ اس کی علامت آخر میں واؤ نون ہے اور یہ حالت رفع کی صورت ہے، نصب و جر میں یہ "مسلمین" ہو جاتا ہے۔ چوتھا لفظ "قادمات" جمع مؤنث سالم ہے؛ اس کا مفرد "قادمۃ" ہے اور "ات" اس کی علامت ہے۔ قرآن میں مؤمنات، مسلمات، صالحات جیسے الفاظ اسی طرز پر آئے ہیں۔ چھٹا لفظ "علوم" جمع مکسر ہے؛ مفرد "علم" ہے۔ ساتواں لفظ "اَوراق" بھی جمع مکسر ہے؛ اس کا مفرد "ورقۃ" یا "ورق" ہے۔ جمع مکسر کی پہچان یہ ہے کہ مفرد کے حروف کی ترتیب یا حرکات بدل جاتی ہیں اور کوئی ایک مقررہ وزن نہیں ہوتا، اس لیے یہ سماع اور استعمال سے یاد ہوتی ہے۔ قرآن کریم میں جمع مکسر کی مثالیں سب سے زیادہ ہیں: کتب، رسل، انفس، قلوب، ایام، علوم وغیرہ۔ طالب علم کے لیے مشورہ ہے کہ وہ ہر جمع کو اس کے مفرد سمیت بورڈ کی صورت میں یاد کرے۔

مفرد الفاظ کی وضاحت

دوسرا لفظ "شاعر" مفرد ہے؛ اس کی جمع "شعراء" آتی ہے جو خود قرآن کریم میں سورۃ الشعراء کے نام اور آیات میں مذکور ہے۔ پانچواں لفظ "سماء" مفرد ہے اور اس کی جمع "سماوات" ہے جو قرآن میں سات آسمانوں کے ذکر میں بکثرت آئی ہے، مثلاً "السبع السماوات" کے مفہوم میں۔ یہاں ایک باریک نکتہ یہ ہے کہ "سماء" مفرد ہونے کے باوجود مؤنث سماعی ہے، اس لیے عدد کی حیثیت اور جنس کی حیثیت کو الگ الگ پرکھنا چاہیے؛ اکثر طالب علم ان دونوں کو گڈمڈ کر دیتا ہے۔ آٹھواں لفظ "کتاب" مفرد ہے؛ جمع "کتب" ہے۔ قرآن کا آغاز ہی "ذلک الکتاب" سے ہوتا ہے اس لیے یہ لفظ طالب علم کے لیے سب سے مانوس ہے۔ نواں لفظ "ولد" مفرد ہے اور اس کی جمع "اَولاد" ہے جو اگلے سوال میں بھی آئے گی۔ "ولد" کا اطلاق ایک بچے پر بھی ہوتا ہے اور بطور جنس اولاد پر بھی؛ سیاق سے فیصلہ ہوتا ہے کہ مفرد مراد ہے یا عمومی مفہوم۔ ان چاروں مفرد الفاظ کی جمعیں ساتھ لکھ دینے سے طالب علم کو الٹ مشق بھی ہو گئی، جو امتحان میں اکثر مطلوب ہوتی ہے۔

پہچان کا عملی قاعدہ اور عام غلطیاں

عملی قاعدہ یہ بنائیں: پہلے آخر دیکھیں؛ "ون/ین" ہو تو جمع مذکر سالم، "ات" ہو تو جمع مؤنث سالم۔ پھر مادہ تلاش کریں؛ اگر لفظ کسی معروف مفرد کی بدلی ہوئی صورت لگے تو جمع مکسر کا احتمال ہے، لغت یا استاد سے تصدیق کریں۔ عام غلطیوں میں سے ایک یہ ہے کہ "علوم" اور "اَوراق" جیسے الفاظ کو وزن کی مشابہت کی وجہ سے مفرد سمجھ لیا جاتا ہے،

حالانکہ یہ جمع ہیں۔ دوسری غلطی "سماء" کو اس کی الف ممدودہ دیکھ کر جمع سمجھنا ہے، حالانکہ وہ مفرد ہے۔ تیسری غلطی "قادمات" کو مذکر سمجھنا ہے؛ "ات" ہمیشہ مؤنث سالم کی علامت ہے۔ ان غلطیوں سے بچنے کے لیے ہر لفظ کو جملے میں رکھ کر آزمائیں: مفرد کے ساتھ ھذا یا مفرد فعل آئے گا اور جمع کے ساتھ ھؤلاء یا جمع فعل۔ قرآن کریم پڑھتے ہوئے بھی یہی آزمائش مفید ہے۔

خلاصہ

خلاصہ یہ ہے کہ نو الفاظ میں سے شاعر، سماء، کتاب اور ولد مفرد ہیں، جبکہ أیام، مسلمات، قادمات، علوم اور أوراق جمع ہیں۔ جمع کی تینوں قسمیں ان میں موجود ہیں، جن کی تفصیل اگلے سوال میں آئے گی۔ یہ درجہ بندی ترجمے کی درستگی کی بنیاد ہے، کیونکہ مفرد و جمع کا فرق نظر انداز کرنے سے آیت کا مفہوم بدل سکتا ہے۔

مزید درجہ بندی کی مشق

اسی نمونے پر طالب علم درج ذیل الفاظ کی خود درجہ بندی کرے تو اس سوال کی مشق مکمل ہو جائے گی: کتب (جمع مکسر، کتاب سے)، رجال (جمع مکسر، رجل سے)، مسجد (مفرد)، انبیاء (جمع مکسر، نبی سے)، طالبۃ (مفرد مؤنث)، مؤمنات (جمع مؤنث سالم)، صادقون (جمع مذکر سالم)، ابواب (جمع مکسر، باب سے)، نجوم (جمع مکسر، نجم سے)، شجرۃ (مفرد)۔ ان میں سے ہر ایک کے سامنے اس کی وجہ ایک سطر میں لکھیں۔ غور کریں کہ جمع مکسر کی تعداد اس فہرست میں سب سے زیادہ ہے؛ یہی قرآن کا بھی حال ہے، اس لیے مکسر کے اوزان سے مانوسیت سب سے زیادہ مفید ہے۔ ایک اور پہلو یہ ہے کہ کچھ الفاظ بظاہر جمع لگتے ہیں مگر مفرد ہوتے ہیں، جیسے "ناس" کا لفظ بطور جنس استعمال ہوتا ہے، اور کچھ الفاظ کی شکل مفرد جیسی ہوتی ہے مگر مفہوم جمع کا دیتے ہیں؛ ان باریکیوں کے لیے سیاق اور لغت ہی فیصلہ کن ہیں۔ طالب علم کو چاہیے کہ وہ ہر جمع کے نیچے اس کا مفرد لکھنے کی عادت ڈالے اور ہر مفرد کے نیچے اس کی جمع؛ یہ دو طرفہ مشق اس باب کو ہمیشہ کے لیے پختہ کر دیتی ہے۔ آخر میں یہ یاد رہے کہ مثنّٰی کی حیثیت اس سوال میں نہیں پوچھی گئی مگر مکمل نظام میں مفرد کے بعد مثنّٰی اور پھر جمع آتا ہے، جیسے کتاب، کتابان، کتب۔ یہ ترتیب ذہن میں رہے تو کسی لفظ کی عددی حیثیت میں کبھی الجھن نہیں ہو گی۔

سوال نمبر 8

سوال نمبر 8: درج ذیل میں جمع کی قسم بیان کریں۔ أقلام، طالبات، مؤمنون، أولاد، أیام، مسلمات، أطفال، مدرسات، قادمون (10)

تعارف: جمع کی تین قسمیں

پچھلے سوال میں ہم نے مفرد و جمع کو الگ کیا تھا؛ اس سوال میں ایک قدم آگے بڑھ کر ہر جمع کی قسم بتانی ہے۔ عربی میں جمع کی تین بڑی قسمیں ہیں۔ پہلی جمع مذکر سالم: وہ جمع جس میں مفرد کی ساخت سلامت رہتی ہے اور آخر میں علامت رفع میں "ون" اور نصب و جر میں "ین" کا اضافہ ہوتا ہے، جیسے مسلم سے مسلمون۔ دوسری جمع مؤنث سالم: جس میں تائے مربوطہ ہٹا کر "ات" لگا دیا جاتا ہے اور مفرد کی ساخت سلامت رہتی ہے، جیسے مسلمۃ سے مسلمات۔ تیسری جمع مکسر: جس میں مفرد کی داخلی ساخت ٹوٹ کر بدل جاتی ہے، حروف یا حرکات میں تبدیلی آتی ہے اور کوئی ایک مقررہ علامت نہیں ہوتی، جیسے قلم سے اَقلام۔ "سالم" کا لفظ اس لیے استعمال ہوتا ہے کہ مفرد سلامت رہتا ہے اور "مکسر" اس لیے کہ مفرد کی بناوٹ ٹوٹ جاتی ہے۔ نو الفاظ میں تینوں قسموں کی مثالیں موجود ہیں؛ ذیل میں جدول اور تفصیل پیش ہے۔

لفظ	مفرد	جمع کی قسم	علامت / وزن
اَقْلَام	قلم	جمع مکسر	وزن اَفعال؛ ساخت بدل گئی
طَالِبَات	طَالِبَۃ	جمع مؤنث سالم	آخر میں ات
مُؤمِنُون	مُؤمِن	جمع مذکر سالم	آخر میں ون (حالت رفع)
اَوْلَاد	وَلَد	جمع مکسر	وزن اَفعال؛ ساخت بدل گئی
اَیَّام	یَوم	جمع مکسر	داخلی تبدیلی؛ یوم سے ایام
مُسْلِمَات	مُسْلِمَۃ	جمع مؤنث سالم	آخر میں ات
اَطْفَال	طِفْل	جمع مکسر	وزن اَفعال؛ ساخت بدل گئی
مُدَرِّسَات	مُدَرِّسَۃ	جمع مؤنث سالم	آخر میں ات

قَادِمُون	قَادِم	جمع مذکر سالم	آخر میں ون (حالت رفع)

گنتی یہ بنی: جمع مکسر تین (أقلام، أولاد، أیام، أطفال دراصل چار) —درست گنتی یہ ہے کہ مکسر چار ہیں: أقلام، أولاد، أیام، أطفال؛ مؤنث سالم تین ہیں: طالبات، مسلمات، مدرسات؛ اور مذکر سالم دو ہیں: مؤمنون، قادمون۔

جمع مذکر سالم کی وضاحت

"مؤمنون" اور "قادمون" جمع مذکر سالم ہیں۔ ان کے مفرد مؤمن اور قادم ہیں؛ جمع بناتے وقت مفرد میں کوئی تبدیلی نہیں آئی، صرف آخر میں "ون" بڑھا ہے۔ یہ "ون" حالت رفع کی علامت ہے؛ جب یہی الفاظ جملے میں مفعول یا مضاف الیہ بن کر آئیں گے تو "مؤمنین" اور "قادمین" ہو جائیں گے۔ قرآن کریم میں جمع مذکر سالم بکثرت ہے: المؤمنون، المسلمون، الصادقون، الکافرون، الظالمون وغیرہ۔ ایک شرط یہ یاد رکھیں کہ جمع مذکر سالم عموماً عاقل مذکر کے لیے آتی ہے؛ غیر عاقل یا مؤنث کے لیے یہ صورت عام نہیں۔ اس کے برعکس جمع مکسر ہر طرح کے اسم کے لیے آسکتی ہے۔ طالب علم کے لیے پہچان کی نشانی سادہ ہے: آخر میں ون دیکھیں اور مفرد کی صورت برقرار ہو تو سالم مذکر قرار دیں۔ یہ بھی نوٹ کریں کہ کتابی صورت میں سوال کے الفاظ "مؤمنون" اور "قادمون" رفعی حالت میں دیے گئے ہیں، جو جمع کی اصل صورت سمجھی جاتی ہے۔

جمع مؤنث سالم کی وضاحت

"طالبات"، "مسلمات" اور "مدرسات" جمع مؤنث سالم ہیں۔ ان کے مفرد طالبۃ، مسلمۃ اور مدرسۃ ہیں؛ قاعدہ یہ ہے کہ تائے مربوطہ حذف کر کے "ات" لگا دیا جاتا ہے اور باقی ساخت سلامت رہتی ہے۔ جمع مؤنث سالم کی تینوں حالتیں ایک جیسی رہتی ہیں، البتہ نصب کی حالت میں اس کی حرکت کسرہ ہوتی ہے، جو اس کی خاص پہچان ہے: "رأیت الطالباتِ" میں طالبات منصوب ہونے کے باوجود کسرے کے ساتھ آئے گا۔ قرآن کریم میں یہ جمع بہت آئی ہے: المؤمنات، المسلمات، الصالحات، الطیبات وغیرہ۔ سورۃ الاحزاب کی ایک آیت میں مسلمین و مسلمات، مؤمنین و مؤمنات کی فہرست جمع کی دونوں سالم قسموں کی بہترین مشق ہے۔ ایک اور نکتہ یہ ہے کہ کچھ غیر عاقل الفاظ کی جمع بھی "ات" سے آتی ہے، جیسے سماوات اور امکنات نہیں بلکہ بیوتات وغیرہ، مگر اس سوال کے تینوں الفاظ عاقل مؤنث کے ہیں اس لیے درجہ بندی بالکل واضح ہے۔

جمع مکسر کی وضاحت

"أَقلام"، "أَولاد"، "أَیام" اور "أَطفال" جمع مکسر ہیں۔ ان میں سے تین — أَقلام (قلم سے)، أَولاد (ولد سے) اور أَطفال (طفل سے) — "أَفعال" کے وزن پر ہیں، جو جمع مکسر کے مشہور اوزان میں سے ہے۔ "أَیام" بھی یوم کی بدلی ہوئی صورت ہے۔ جمع مکسر کے اوزان بہت سے ہیں: أَفعال، فعول (قلوب، بیوت)، فعلاء (شعراء، علماء)، أَفعلة، مفاعل (مساجد، مدارس) وغیرہ۔ ان اوزان کو یاد کرنے کا طریقہ رٹا نہیں بلکہ قرآن کریم کی تلاوت کے ساتھ ساتھ جوڑے نوٹ کرنا ہے۔ یہ بھی یاد رہے کہ جمع مکسر کی دو ذیلی قسمیں ہیں: جمع قلت (تین سے دس تک) اور جمع کثرت (زیادہ تعداد کے لیے)؛ أَقلام اور أَیام جیسے افعال وزن کے الفاظ عموماً جمع قلت میں شمار ہوتے ہیں۔ غیر عاقل کی جمع مکسر کے ساتھ صفت اور ضمیر واحد مؤنث آتی ہے، جیسے "الأَیام المعدودة" کے انداز پر "الأَقلام الجدیدة" کہا جائے گا۔ یہ قاعدہ آگے کے یونٹوں میں جملہ اسمیہ و فعلیہ میں بہت کام آئے گا۔

خلاصہ

خلاصہ یہ ہے کہ مؤمنون اور قادمون جمع مذکر سالم ہیں، طالبات، مسلمات اور مدرسات جمع مؤنث سالم ہیں، اور أَقلام، أَولاد، أَیام اور أَطفال جمع مکسر ہیں۔ سالم کی پہچان مفرد کی سلامتی اور آخری علامت (ون / ین یا ات) ہے، جبکہ مکسر کی پہچان مفرد کی ساخت کا بدل جانا ہے۔ یہ تینوں قسمیں قرآن کریم کی ہر سطر میں ملتی ہیں، اس لیے ان کی پہچان جتنی پختہ ہو گی ترجمہ اتنا ہی درست ہو گا۔

مزید مثالیں اور امتحانی نکتہ

جمع کی اقسام کو مزید پختہ کرنے کے لیے قرآن کریم کی ان مثالوں پر غور کریں: "المؤمنون والمؤمنات" میں دونوں سالم جمعیں ساتھ آئی ہیں؛ "قلوب"، "عیون"، "بیوت"، "شھور" جمع مکسر ہیں؛ "السماوات" وہ دلچسپ مثال ہے جہاں مفرد "سماء" کی جمع ات کے ساتھ آئی ہے مگر مفہوم کے اعتبار سے اسے جمع مؤنث سالم کے قالب میں رکھا جاتا ہے۔ اسی طرح "اولو الالباب" جیسی تراکیب میں جمع کی غیر معمولی صورتیں آتی ہیں جنہیں آگے کے درجوں میں پڑھا جاتا ہے۔ امتحانی نکتہ یہ ہے کہ جواب میں صرف قسم کا نام لکھنا کافی نہیں بلکہ مفرد اور علامت بھی لکھنی چاہیے، کیونکہ اسی سے ممتحن کو معلوم ہوتا ہے کہ طالب علم نے قاعدہ سمجھا ہے۔ مثال کے طور پر "اقلام: جمع مکسر، مفرد قلم، وزن افعال" ایک مکمل جواب ہے۔ طالب علم اپنی طرف سے درج ذیل کی قسم بھی بتائے: مؤمنات، صادقین، انفس، مساجد، کافرون، ابرار۔ ان میں سالم مذکر نصب و جر کی

صورت "ین" والی بھی شامل ہے تاکہ وہ صورت بھی پرکھی جائے۔ یاد رہے کہ جمع مذکر سالم کی حالت نصب و جر میں "ین" آتا ہے اور اسے دیکھ کر کبھی اسے مثنی نہ سمجھا جائے؛ مثنی میں نون کے بعد الف یا ی کے ساتھ دو کا مفہوم سیاق سے واضح ہوتا ہے۔ یہ چھوٹی چھوٹی احتیاطیں امتحان میں نمبر بچاتی ہیں۔

سوال نمبر 9

سوال نمبر 9: درج ذیل ضمائر منفصلہ کی جمع بیان کیجیے۔ ھی، أنتَ، ھو، انا، أنتِ۔ (10)

تعارف: ضمیر منفصلہ کیا ہے؟

ضمیر وہ کلمہ ہے جو اسم کی جگہ استعمال ہوتا ہے تاکہ بار بار نام دہرانا نہ پڑے۔ ضمیر کی دو بڑی قسمیں ہیں: منفصلہ اور متصلہ۔ ضمیر منفصلہ وہ ہے جو الگ لفظ کی صورت میں آتی ہے اور اکیلے کھڑی ہو سکتی ہے، جیسے ھُوَ (وہ)، أَنَا (میں)، نَحْنُ (ہم)۔ یہ عموماً جملے کے آغاز میں مبتدا بن کر آتی ہے یا تاکید کے لیے استعمال ہوتی ہے۔ اس سوال میں پانچ ضمائر منفصلہ دی گئی ہیں — ھی، أنتَ، ھو، أنا، أنتِ — اور ان کی جمع بتانی ہے۔ اس سے پہلے کہ ہم جواب لکھیں، یہ سمجھنا ضروری ہے کہ عربی ضمائر کا نظام اردو سے زیادہ تفصیلی ہے: اس میں مذکر و مؤنث کا فرق بھی ہے، مثنی کا الگ صیغہ بھی، اور مخاطب میں بھی جنس کے لحاظ سے الگ الگ صیغے ہیں۔ ذیل میں پہلے مکمل جدول، پھر پانچوں جوابات کی وضاحت اور آخر میں ضمائر منفصلہ کا مکمل نقشہ دیا جاتا ہے۔

نمبر	ضمیر منفصلہ (مفرد)	معنی	جمع	جمع کا معنی
1	ھِیَ	وہ (واحد مؤنث غائب)	ھُنَّ	وہ سب (جمع مؤنث غائب)
2	أَنْتَ	تو (واحد مذکر حاضر)	أَنْتُمْ	تم سب (جمع مذکر حاضر)
3	ھُوَ	وہ (واحد مذکر غائب)	ھُمْ	وہ سب (جمع مذکر غائب)
4	أَنَا	میں (واحد متکلم)	نَحْنُ	ہم (جمع متکلم)

5	أَنْتِ	تو(واحد مؤنث حاضر)	أَنْتُنَّ	تم سب(جمع مؤنث حاضر)

جدول سے ظاہر ہے کہ پانچوں ضمائر تین اشخاص پر پھیلی ہوئی ہیں: غائب (ھی، ھو)، حاضر (أنت، أنت) اور متکلم (أنا)۔ ہر شخص کی جمع کا صیغہ الگ ہے اور جنس کا فرق جمع میں بھی برقرار رہتا ہے۔

وضاحت: غائب اور حاضر کی ضمائر

"ھی" واحد مؤنث غائب کی ضمیر ہے، یعنی جب کسی ایسی خاتون یا مؤنث چیز کا ذکر ہو جو سامنے موجود نہ ہو۔ اس کی جمع "ھن" ہے۔ قرآن کریم میں یہ ضمیر بکثرت آئی ہے، خصوصاً خواتین کے ذکر اور مؤنث اشیاء کے بیان میں۔ "ھو" واحد مذکر غائب کی ضمیر ہے اور اللہ تعالیٰ کے ذکر میں بھی بطور ضمیر شان یا عام ضمیر استعمال ہوتی ہے، جیسے "قل ھو اللہ احد"۔ اس کی جمع "ھم" ہے۔ "أنتَ" واحد مذکر حاضر کے لیے ہے اور اس کی جمع "أنتم" ہے؛ قرآن میں خطابات میں یہ جمع بہت آئی ہے، جیسے ایمان والوں کو خطاب کرتے ہوئے جمع حاضر کے صیغے استعمال ہوتے ہیں۔ "أنتِ" واحد مؤنث حاضر کے لیے ہے اور اس کی جمع "أنتن" ہے۔ حاضر کی ضمائر میں مذکر و مؤنث کا فرق اردو کی "تم" والی یکسانیت سے الگ ہے؛ اردو میں "تم" دونوں کے لیے چلتا ہے مگر عربی میں جنس کا فرق لازم ہے۔ یہی فرق آگے فعل کے صیغوں میں بھی آئے گا، اس لیے اسے ابھی سے پختہ کر لینا چاہیے۔

وضاحت: متکلم کی ضمیر اور مثنی کا نکتہ

"أنا" واحد متکلم کی ضمیر ہے اور مذکر و مؤنث دونوں کے لیے مشترک ہے؛ بولنے والا مرد ہو یا عورت، "أنا" ہی کہے گا۔ اس کی جمع "نحن" ہے جو بھی دونوں جنسوں کے لیے مشترک ہے۔ ایک دلچسپ نکتہ یہ ہے کہ "نحن" تعداد میں جمع ہے مگر عظمت کے لیے واحد کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے؛ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے "نحن" کا استعمال اسی تعظیمی انداز میں ہے، جسے اردو ترجمے میں "ہم نے" کہہ کر ادا کیا جاتا ہے۔ دوسرا نکتہ مثنی کا ہے: عربی میں دو کے لیے الگ صیغے ہیں — غائب میں ھما (دونوں، مذکر و مؤنث مشترک)، حاضر مذکر میں أنتما اور متکلم میں بھی نحن ہی دو کے لیے آتا ہے۔ سوال میں صرف جمع مطلوب ہے، مگر مکمل نقشے کے لیے مثنی کا ذکر ضروری تھا۔ ایک اور بات

یہ کہ ضمیر منفصلہ عموماً مرفوع حالت کی ضمیر ہوتی ہے، یعنی یہ فاعل یا مبتدا کی جگہ آتی ہے؛ نصب کے لیے اس کی الگ صورت "اِیّا" کے ساتھ بنتی ہے، جیسے اِیّاک (صرف تجھے) جو سورۃ الفاتحہ میں آیا ہے: "اِیّاک نعبد واِیّاک نستعین"۔

شخص	واحد مذکر	واحد مؤنث	جمع مذکر	جمع مؤنث
غائب	هُوَ	هِيَ	هُمْ	هُنَّ
حاضر	أَنْتَ	أَنْتِ	أَنْتُمْ	أَنْتُنَّ
متکلم	أَنَا	أَنَا	نَحْنُ	نَحْنُ

یہ نقشہ ضمائر منفصلہ مرفوعہ کا خلاصہ ہے۔ اسے زبانی یاد کر لینا چاہیے، کیونکہ آئندہ یونٹوں میں فعل کی گردان کبھی بھی اس صفحے کے گرد گھومے گی۔

خلاصہ

خلاصہ یہ ہے: ھی کی جمع ھن، اَنتَ کی جمع اَنتم، ھو کی جمع ھم، اَنا کی جمع نحن اور اَنتِ کی جمع اَنتن ہے۔ ضمائر منفصلہ الگ لفظ کے طور پر آتی ہیں اور عموماً مبتدا یا فاعل کی حیثیت رکھتی ہیں۔ ان صیغوں کی یادداشت کے بغیر عربی جملہ سمجھنا ممکن نہیں، کیونکہ ہر فعل اور ہر جملے کے پیچھے یہی ضمیری نظام کارفرما ہے۔

مزید توضیح: ضمیر منفصلہ کے استعمالات

ضمیر منفصلہ کے استعمالات کو تین مقامات پر سمجھنا چاہیے۔ پہلا مقام مبتدا کا ہے، جہاں یہ جملہ اسمیہ کا آغاز کرتی ہے، جیسے "ھو الغفور" — اس قسم کی مثالیں قرآن میں بہت ہیں اور ان میں ضمیر کے بعد معرفہ خبر آتی ہے۔ دوسرا مقام تاکید کا ہے، جہاں ضمیر کسی ظاہر اسم یا متصل ضمیر کے بعد زور پیدا کرنے کے لیے آتی ہے۔ تیسرا مقام حصر کا ہے، جہاں "ایاک" کے نظام کی طرح مفہوم محدود کیا جاتا ہے۔ طالب علم یہ بھی نوٹ کرے کہ عربی میں فعل کے ساتھ فاعل ضمیر اکثر مستتر ہوتی ہے اور منفصلہ صرف اس وقت لائی جاتی ہے جب زور یا ابتدا مقصود ہو؛ اس اصول کو نہ سمجھنے سے طالب علم اردو کے اثر میں ہر جگہ ضمیر لکھنے لگتا ہے جو اسلوب کے خلاف ہے۔ مزید یہ کہ ضمائر کا یہ نقشہ فعل کی گردان سے جڑا ہوا ہے؛ جو طالب علم یہ نقشہ زبانی یاد کر لے اس کے لیے کتاب و سنت کے ہزاروں جملے سہل ہو جاتے ہیں۔ مشق کے طور پر روزانہ پانچ جملے بنائیں جن میں ہر

جملے کا مبتدا الگ ضمیر ہو اور خبر ایک سادہ اسم ہو؛ پھر ان جملوں کو بول کر سنائیں۔ اس طرح پڑھنے، لکھنے اور بولنے تینوں مہارتیں ساتھ ترقی کریں گی۔ آخر میں یہ تنبیہ بھی ضروری ہے کہ "ھما" مثنی کا صیغہ ہے اور جمع کے جواب میں اسے شامل نہیں کرنا چاہیے؛ سوال میں صرف جمع مانگا گیا تھا اس لیے جدول میں مثنی نہیں دیا گیا، مگر طالب علم نظام کی تکمیل کے لیے اسے الگ سے یاد رکھے۔

سوال نمبر 10

سوال نمبر 10: درج ذیل ضمائر متصلہ کے مفردات بیان کریں۔ ربکم، دینکم، بلدنا، اُمھن، یبتکن۔ (10)

تعارف: ضمیر متصلہ اور اس سوال کا تقاضا

پچھلے سوال میں ضمیر منفصلہ کا بیان ہوا؛ اس سوال میں ضمیر متصلہ زیر بحث ہے۔ ضمیر متصلہ وہ ہے جو کسی اسم، فعل یا حرف کے آخر میں جڑ کر آتی ہے اور اکیلی نہیں کھڑی ہو سکتی۔ جب یہ اسم کے آخر میں آئے تو ملکیت کا مفہوم دیتی ہے اور وہ اسم مضاف اور یہ ضمیر مضاف الیہ بن جاتی ہے، جیسے کتابُ (میرا) کتاب)۔ اس سوال میں پانچ مرکبات دیے گئے ہیں: ربکم، دینکم، بلدنا، اُمھن، یبتکن۔ ان میں ضمیر متصلہ جمع کے صیغے میں ہے اور ہمیں ان کے مفردات بتانے ہیں، یعنی وہی مرکب واحد کی ضمیر کے ساتھ بنا کر دکھانا ہے۔ اس مشق کا مقصد یہ ہے کہ طالب علم ضمیر کی شناخت کر کے اس کے عدد کی تبدیلی کر سکے۔ ذیل میں پہلے قاعدہ، پھر جدول، پھر ہر مرکب کی تفصیلی وضاحت دی جاتی ہے۔

قاعدہ: مفرد بنانے کا طریقہ

طریقہ یہ ہے کہ مرکب کو دو حصوں میں توڑیں: پہلا حصہ اسم (مضاف) اور دوسرا حصہ ضمیر (مضاف الیہ)۔ پھر ضمیر کے جمع صیغے کی جگہ اسی شخص اور جنس کا واحد صیغہ رکھ دیں۔ ضمائر متصلہ کے اہم صیغے یہ ہیں: واحد مذکر غائب "ہٗ"، واحد مؤنث غائب "ھا"، جمع مذکر غائب "ھم"، جمع مؤنث غائب "ھن"، واحد مذکر حاضر "کَ"، واحد مؤنث حاضر "کِ"، جمع مذکر حاضر "کم"، جمع مؤنث حاضر "کن"، واحد متکلم "ی" اور جمع متکلم "نا"۔ مفرد بناتے ہوئے دو باتوں کا لحاظ رکھیں: ایک یہ کہ حاضر مذکر کی واحد ضمیر "کَ" زبر کے ساتھ اور مؤنث کی "کِ" زیر کے ساتھ آتی ہے؛ دوسرا یہ کہ "نا" متکلم کی ضمیر تعداد میں جمع ہے مگر اردو ترجمے میں "ہمارا/ہماری" آئے گا، اس کا واحد "ی" ہے جس کا

ترجمہ "میرا/میری" ہوتا ہے۔ ایک اور باریکی یہ ہے کہ جب اسم کے آخر میں ضمیر لگتی ہے تو اسم کی تنوین ختم ہو جاتی ہے اور اعراب ضمیر سے پہلے والے حرف پر ظاہر ہوتا ہے۔

نمبر	مرکب (جمع ضمیر کے ساتھ)	تجزیہ: اسم + ضمیر	مفرد صورت	معنی (مفرد)
1	رَبُّكُمْ	رب + کم (جمع مذکر حاضر)	رَبَّكَ	تیرا رب (واحد مذکر سے خطاب)
2	دِينُكُمْ	دین + کم (جمع مذکر حاضر)	دِينَكَ	تیرا دین
3	بَلَدُنَا	بلد + نا (جمع متکلم)	بَلَدِي	میرا شہر / میرا ملک
4	أُمُّهُنَّ	أم + هن (جمع مؤنث غائب)	أُمُّهَا	اس (ایک خاتون) کی ماں
5	بَيْتُكُنَّ	بیت + کن (جمع مؤنث حاضر)	بَيْتَكِ	تیرا گھر (واحد مؤنث سے خطاب)

جدول میں پانچوں مرکبات کے مفردات دیے گئے ہیں۔ غور کریں کہ ہر صورت میں اسم ویسا کا ویسا رہا، صرف ضمیر کا صیغہ جمع سے واحد میں بدلا ہے؛ یہی اس مشق کا اصل نکتہ ہے۔

انفرادی وضاحت: ربکم، دینکم اور بلدنا

پہلا مرکب "ربکم" ہے، یعنی تم سب کا رب۔ "کم" جمع مذکر حاضر کی ضمیر ہے؛ اس کا واحد "کَ" ہے، لہٰذا مفرد "ربکَ" یعنی تیرا رب۔ قرآن کریم میں "ربکم" کا خطاب جمع کے لیے بار بار آیا ہے اور "ربکَ" کا خطاب واحد کے لیے، خصوصاً حضور اکرم ﷺ کو خطاب میں "ربک" کی صورت بہت نمایاں ہے، جیسے سورۃ الضحیٰ اور سورۃ الانشراح

میں۔ دوسرا مرکب "دینکم" ہے، یعنی تم سب کا دین؛ مفرد "دینکَ" یعنی تیرا دین۔ سورۃ الکافرون کی آخری آیت "لکم دینکم ولی دین" میں یہی ضمائر آئی ہیں: لکم میں جمع کی ضمیر اور دین میں واحد متکلم کی ضمیر، اس لیے یہ آیت اس سوال کی بہترین قرآنی مثال ہے۔ تیسرا مرکب "بلدنا" ہے، یعنی ہمارا شہر یا ہمارا ملک؛ "نا" جمع متکلم کی ضمیر ہے اور اس کا واحد "ی" ہے، لہٰذا مفرد "بلدی" یعنی میرا شہر۔ یہاں ایک اعرابی نکتہ یہ ہے کہ متکلم کی "ی" سے پہلے والے حرف پر زیر آتی ہے اور لفظ "بلدی" میں دال ساکن کے بعد ی ضمیر ہے۔ ان تینوں مثالوں میں طالب علم دیکھ سکتا ہے کہ ضمیر بدلنے سے خطاب کا رخ بدل جاتا ہے: جمع سامعین سے ایک فرد کی طرف، اور ہم سے میں کی طرف۔

انفرادی وضاحت: اَمْھن اور بیتکن

چوتھا مرکب "اَمْھن" ہے، یعنی ان سب عورتوں کی ماں؛ "ھن" جمع مؤنث غائب کی ضمیر ہے اور اس کا واحد "ھا" ہے، لہٰذا مفرد "اَمھا" یعنی اس ایک خاتون کی ماں۔ پانچواں مرکب "بیتکن" ہے، یعنی تم سب عورتوں کا گھر؛ "کن" جمع مؤنث حاضر کی ضمیر ہے اور اس کا واحد "ک" ہے، لہٰذا مفرد "بیتکِ" یعنی تیرا گھر، جبکہ خطاب ایک خاتون سے ہو۔ حاضر مؤنث کی ضمیر میں زیر کا آنا اس کی پہچان ہے اور یہیں طالب علم اکثر غلطی کرتا ہے کہ مذکر و مؤنث دونوں کے لیے "کَ" لکھ دیتا ہے۔ اس کی مشق کا طریقہ یہ ہے کہ ہر ضمیر کو اونچی آواز میں بول کر جملہ مکمل کریں: بیتکَ یا اَخِی؟ نہیں، درست جوڑی یوں ہے: لڑکے سے کہیں گے "بیتکَ" اور لڑکی سے "بیتکِ"۔ قرآن کریم میں خواتین کو خطاب میں "کن" والے صیغے آئے ہیں، مثلاً ازواجِ مطہرات کو خطاب والی آیات میں "بیوتکن" کا لفظ آیا ہے، جس سے اسی مرکب "بیتکن" کی قرآنی بنیاد بھی واضح ہو جاتی ہے۔

ضمائرِ متصلہ کا مجموعی نقشہ اور خلاصہ

مجموعی نقشہ ذہن میں بٹھا لیں: غائب میں ھو کے لیے "ہٗ"، ھی کے لیے "ھا"، ھم کے لیے "ھم"، ھن کے لیے "ھن"؛ حاضر میں اَنتَ کے لیے "کَ"، اَنتِ کے لیے "کِ"، اَنتم کے لیے "کم"، اَنتن کے لیے "کن"؛ متکلم میں اَنا کے لیے "ی" اور نحن کے لیے "نا"۔ یہی صیغے فعل کے آخر میں لگیں تو مفعول کا مفہوم دیتے ہیں اور حرف جر کے آخر میں لگیں تو اس کا اسم بن جاتے ہیں۔ خلاصہ یہ ہے: ربکم کا مفرد ربکَ، دینکم کا دینکَ، بلدنا کا بلدی، اَمْھن کا اَمھا اور بیتکن کا بیتکِ ہے۔ اس مشق سے طالب علم ضمیرِ متصلہ کو پہچاننے، توڑنے اور عدد بدلنے میں ماہر ہو جاتا ہے، جو قرآن کریم کے ترجمے میں قدم قدم پر درکار مہارت ہے۔

36 لغۃ القرآن (0109) — حل شدہ مشق نمبر 1 — صفحہ

مزید مشق اور توسیع

اس سوال کی طرز پر طالب علم درج ذیل مرکبات کے مفردات خود بنائے: کتابھم (کتابہ)، اباؤنا (ابی)، سیاراتھن (سیارتھا)، قلوبکم (قلبک)، معلماتکن (معلمتک)۔ ہر مرکب میں پہلے اسم اور ضمیر کو الگ کریں، پھر ضمیر کا شخص، جنس اور عدد لکھیں، پھر اس کا واحد صیغہ رکھیں۔ اس مشق سے وہ غلطی ختم ہو جائے گی جس میں طالب علم اسم کو بھی بدل دیتا ہے یا ضمیر کی جنس الٹ دیتا ہے۔ ایک اور توسیعی نکتہ یہ ہے کہ ضمیر متصلہ جب فعل کے آخر میں آئے تو مفعول بنتی ہے، جیسے "نصرنی" یعنی اس نے میری مدد کی، اور جب حرف جر کے بعد آئے تو اس کا اسم بنتی ہے، جیسے "منہ" اور "الیہ"۔ تینوں مقامات پر ضمیر کی شکلیں تقریباً ایک ہی رہتی ہیں، سوائے چند چھوٹی تبدیلیوں کے، جیسے "علیہ" اور "لدیہ" میں ہ کا زیر کے ساتھ آنا۔ یہ تفصیلات اس کورس کے اگلے درجوں میں آئیں گی مگر بنیادی متن ہے۔ قرآن کریم میں ضمیر متصلہ تقریباً ہر آیت میں موجود ہے؛ طالب علم کسی ایک چھوٹی سورت کو لے کر تمام ضمائر کو رنگ یا خط سے نمایاں کرے اور ان کا مفرد/جمع الگ لکھے تو پورا باب عملی صورت میں اس کے سامنے آ جائے گا۔ اسی مشق کو اگر وہ چند سورتوں تک بڑھائے تو ضمیروں کی پہچان اس کے لیے لاشعوری ہو جائے گی اور ترجمے کی رفتار اور درستگی دونوں میں واضح اضافہ ہو گا۔